پُنر جنم اورآوا گون

کا تصور

(مختلف مذہبی کتب کی روشنی میں)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الھند

جملہ حقوق محفوظ

U-117

نام : پُنر جنم اور آواگون کا تصور (مختلف مذاہب کی روشنی میں)

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ

اردو ایڈیشن : جدید ایڈیشن مع اضافہ شدہ ۲۰۱۸ء

تعداد کتب : ۱۰۰۰

قیمت : ۶۰

Writer :	Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name:	Punar Janam Aur Aawagawan ka Tassaur
Publisher :	Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow 226020, UP, India
Website:	www.islamicjpamn.org
E-Mail:	tasneemlko2012@gmail.com
Phone No.	9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈ پو، نظیر آباد ۳ا (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 182-A 5 گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ، لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

پیش لفظ ۷

حصہ اول۔عقیدۂ آخرت اور روح کی حقیقت ۹

آخرت کا عقیدہ انسانی دنیا میں ۱۰

(۱) انکارِ آخرت کا عقیدہ ۱۰

(۲) پُنر جنم یا آوا گون کا عقیدہ ۱۱

(۳) یومِ آخرت اور حشر و جزا کا عقیدہ ۱۱

ہندوستان کے اہم قدیم مذاہب و فلسفے ۱۲

(۱) سناتن دھرم (ہندومت) ۱۲

(۲) چارواک یا لوکایت فلسفہ: ۱۳

(۳) جین مذہب: ۱۳

(۴) بودھ مذہب: ۱۳

(۵) اجیوک مذہب: ۱۴

(۶) سکھ مذہب: ۱۴

روح کا تعارف ۱۴

اسلام میں روح کا تصور ۱۵

روح کی تخلیق اور نسبت ۱۵

اسلامی عقیدہ کے مطابق ۱۶

ہندو دھرم میں روح کا تصور (आत्मा/आत्मन्) ۱۶

یہودیت میں روح کا تصور (Nephesh & Ruach) ۱۷

عیسائیت میں روح کا تصور (Soul/Pneuma) ۱۸

بدھ مت میں روح کا تصور ۱۸

سکھ مذہب میں روح کا تصور ۱۹

جدید سائنس اور روح ۲۰
سائنس کا عمومی مؤقف ۲۰
Stephen Hawking نے کہا تھا: ۲۰
شعور (Consciousness) روح کا سائنسی متبادل ۲۱
دو مشہور نظریات: ۲۱
Near-Death Experiences (NDEs) روح کے اشارے ۲۳
AWARE Study یعنی شعور کی سائنسی کھوج ۲۳
سائنسی حلقوں میں اختلاف ۲۴
۱۔ مادّی (Materialistic) نظریہ ۲۴
۲۔ غیر مادّی نظریہ (Non-Material Consciousness): ۲۵
نتیجہ ۲۵

حصہ دوم۔ مختلف مذاہب میں آواگون کا تصور ۲۶

آواگون کا تصور ۲۷
یہودی مذہب میں آواگون کا تصور ۲۸
یہودیت میں روح (Neshamah) کا تصور ۲۸
پُنر جنم کا عبرانی تصور: Gilgul Neshamot ۲۹
Isaac Luria (1534–1572) قبالہ کے مشہور عالم ۲۹
تلمود (Talmud) میں بالواسطہ اشارے ۳۰
عقیدہ کا مقصد (Kabbalistic Interpretation) ۳۰
جدید یہودی علماء کی آراء ۳۰
عیسائی مذہب میں آواگون کا تصور ۳۲
بائبل کا اصل اقتباس (عبرانیوں کا خط) ۳۲
قیامت اور ابدی زندگی کا تصور ۳۳
انجیلِ یوحنا (Gospel of John) ۳۳

پُنر جنم (Reincarnation) کی تردید ۳۳
بدھ مت میں آواگون کا تصور ۳۴
بدھ مت میں پُنر جنم کا بنیادی نظریہ اور اصولی فرق ۳۴
دھمّپد (Dhammapada) بدھ کے اقوال ۳۵
سمّیا سُتت (Saṁyutta Nikāya) ''پُنر جنم کا چکر'' ۳۵
مَجّھِم نِکای (Majjhima Nikāya) بدھ کی اپنی یاد ۳۵
تھیر وگاتھا (Theragāthā) ۳۶
سکھ مذہب میں آواگون کا تصور ۳۷
گرنتھ صاحب میں ''پُنر جنم'' کا عقیدہ ۳۷
سکھ دھرم میں ''آخرت'' کا مفہوم ۳۹
سکھ گرنتھ میں ''نرک'' (جہنم) اور ''مُکتی'' (موکش) کا تصور ۳۹
سناتن دھرم (ہندومت) میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ ۴۰
بھگوت گیتا (Bhagavad Gītā) میں پُنر جنم ۴۰
رِگ وید (ऋग्वेद) روح کی از سرِ نو پیدائش کا تصور ۴۰
اتھر وید (अथर्ववेद) کے مطابق دوبارہ جنم ۴۱
یجر وید (यजुर्वेद) روح کی لافانیت ۴۱
کٹھ اُپنشد (कठ उपनिषद्) اور پُنر جنم ۴۲
بریہد آرانیک اُپنشد (बृहदारण्यक उपनिषद्) میں پُنر جنم ۴۲
ہندو دھرم میں 84 لاکھ یُونِیوں (چوراسی لاکھ جنموں) کا عقیدہ ۴۴
رِگ وید میں سورگ (स्वर्गलोक) کا تصور ۴۶
اَتھر وید میں نرک کا تصور ۴۷
منواسمرتی میں کرم اور نرک کا تصور ۴۷
گیتا میں آواگون اور سورگ و نرک تصور ۴۸
کرم پُران میں نرک کا تصور ۴۹

گرُڑ پُران میں نرک کا تصور ۴۹
اگنی پُران میں سورگ کا تصور ۵۰
اپنشد میں سورگ ونرک کا روحانی ذکر ۵۰
ہندودھر میں سورگ، نرک، کرم، اور موکش کا فلسفہ ۵۱
ا۔گیان یوگ (ज्ञान योग) علم وعرفان کا راستہ ۵۲
۲۔کرم یوگ (कर्म योग) عمل اور فرض کی راہ ۵۳
۳۔بھکتی یوگ (भक्ति योग) عشق وعقیدت کا راستہ ۵۴
۴۔راج یوگ (राज योग) مراقبہ اور آتمانگری کی راہ ۵۴
ہندودھرم میں سورگ اور نرک کا تصور ۵٦
خلاصہ ۵۸
پُنر جنم (آواگون) کا عقیدہ تاریخی وفکری تجزیہ ۵۹
جین مت اور بدھ مت میں آواگون ٦۰
برہمنیت میں پُنر جنم آخرت کے تصور کی تبدیلی ٦۰
سماجی اور طبقاتی اثرات ٦۱
ہندوعقیدۂ آخرت کی تغیر پذیر شکل ٦۱
قدیم ویدک دور میں آخرت کا تصور حساب، جنت اور دوزخ ٦۲
اُپنشدک دور میں تبدیلی آخرت سے پُنر جنم تک ٦۲
تبدیلی کے اسباب فلسفی، سماجی اور طبقاتی ٦۳
خلاصہ ٦۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمدُلله ربِ العالمين، والصلوٰة والسلام على سيدِ المرسلين، وعلىٰ آله وصحبه أجمعين

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کے بعد انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ایک مبارک سلسلہ جاری فرمایا۔ اس کاروانِ نبوت کا آغاز حضرتِ آدم علیہ السلام سے ہوا اور اس کا اختتام سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا۔ تمام انبیاءؑ کا مشترکہ پیغام یہی تھا کہ انسان اپنے خالقِ حقیقی کو پہچانے، اس کی عبادت کرے، اس کی وحدانیت پر ایمان لائے اور آخرت کی جواب دہی کو تسلیم کرے۔

مگر دوسری جانب شیطان نے بھی اپنی سازشوں کا جال بچھایا۔ اُس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف حیلے اختیار کیے تاکہ وہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے اصل مقصدِ حیات اور انجامِ آخرت سے غافل ہو جائیں۔ درحقیقت عقیدۂ آخرت ہی وہ اساس ہے جو انسان کے کردار، اخلاق اور عمل کو درست رخ عطا کرتا ہے۔ جب یہ عقیدہ کمزور پڑ جاتا ہے تو انسان اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کا شعور کھو دیتا ہے۔

ہر صاحبِ عقل انسان کے ذہن میں یہ فطری سوال ضرور ابھرتا ہے کہ: میں کہاں سے آیا ہوں؟ میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ اور مرنے کے بعد میرا انجام کیا ہوگا؟ یہی وہ سوالات ہیں جو انسان کو حقیقتِ حیات کی جستجو پر آمادہ کرتے ہیں۔

ہمارے ہندو بھائیوں کے یہاں بھی قدیم زمانے میں مرنے کے بعد جزا وسزا

اور حساب و کتاب کا عقیدہ موجود تھا۔ وہ بھی اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ انسان کے اعمال کا حساب ایک دن ضرور لیا جائے گا۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب روحانی بصیرت کے چراغ مدھم پڑنے لگے تو بعض اہلِ علم نے اصل عقیدہ کو بدل کر ایک نئے تصور پُنر جنم (آوا گون) کی شکل دے دی۔

ابتدائی طور پر چھاندوگیہ اُپنشد میں اس عقیدہ کی بنیاد رکھی گئی، جہاں انسانی روح کے دوبارہ جنم لینے کا تصور پیش کیا گیا۔ رفتہ رفتہ اس نظریے کو مذہبی رنگ دے کر عوام کے ذہنوں میں راسخ کیا گیا، حتیٰ کہ حقیقی آخرت اور جزا و سزا کے ایمان کو پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ کچھ پنڈتوں نے اس تصورِ آوا گون کو اپنی مذہبی اجارہ داری اور ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا، اور عوام الناس کو روحانی ترقی کے نام پر گمراہ کرتے رہے۔

زیرِ نظر رسالہ انہی موضوعات کے علمی و تحقیقی جائزے پر مشتمل ہے۔ اس میں آوا گون (پُنر جنم) کے تصور کا تاریخی، فکری اور دینی تجزیہ پیش کیا گیا ہے، تا کہ داعیانِ حق کو دعوتِ دین کے میدان میں فکری رہنمائی حاصل ہو۔ اس کتابچہ کا مقصد کسی قوم یا فرد پر تنقید نہیں، بلکہ حقیقتِ حال کو علمی بنیادوں پر واضح کرنا اور انسان کو اس کی اصل منزل اللہ کی معرفت اور آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور بالخصوص ہمارے ہندو بھائیوں کو ہدایتِ الٰہی نصیب فرمائے تا کہ وہ بھی توحید، رسالت اور آخرت کے ایمان سے روشنی حاصل کر کے انسانیت کے حقیقی رہبر بن سکیں۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۲۱ نومبر ۲۰۱۲ء

حصہ اول

عقیدۂ آخرت اور روح کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آخرت کا عقیدہ انسانی دنیا میں

یہ بات حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ میں آخرت کا تصور ہمیشہ سے انسان کے ذہن کو متوجہ کرتا رہا ہے۔ ہر دور اور ہر تہذیب نے اپنی فکری سطح اور روحانی بصیرت کے مطابق اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' اور یہی سوال انسان کی فطرت، ایمان اور فلسفے کا محور بنا۔

دنیا میں عمومی طور پر آخرت کے بارے میں تین بنیادی عقائد پائے جاتے ہیں:

(۱) انکارِ آخرت کا عقیدہ

یہ وہ نظریہ ہے جو مادّی سوچ رکھنے والے افراد یا تہذیبوں میں رائج رہا۔ اس کے مطابق موت ہی زندگی کا خاتمہ ہے، مرنے کے بعد کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ یہی دنیا اصل حقیقت ہے اور اسی میں انسان کی کامیابی یا ناکامی طے ہوتی ہے۔ اس نظریے کو دہریت (Atheism) یا مادّیت (Materialism) کہا جاتا ہے۔ اس کے ماننے والے دنیا کو محض اتفاقی وجود سمجھتے ہیں اور کسی خالق، جزا یا سزا پر یقین نہیں رکھتے۔ قرآن مجید نے ان کے قول کو نقل کیا ہے:

وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ

ترجمہ: ''وہ کہتے ہیں کہ بس یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہمیں صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے''۔ (الجاثیہ:۲۴)

(۲) پُنر جنم یا آوا گون کا عقیدہ

یہ عقیدہ خاص طور پر ہندومت اور بعض قدیم مشرقی مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ اس کے مطابق روح مرنے کے بعد فنا نہیں ہوتی بلکہ ایک نئے جسم میں داخل ہو کر دوبارہ جنم لیتی ہے۔ نیک اعمال کے نتیجے میں بہتر جنم اور برے اعمال کے نتیجے میں کمتر جنم ملتا ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک روح ''موکش''، یعنی نجات حاصل نہیں کر لیتی۔

اگرچہ اس نظریے میں اخلاقی پہلو کسی حد تک موجود ہے، لیکن چونکہ اس میں آخرت کے حتمی فیصلے اور ایک مرکزی خدا کی جزا و سزا کا نظام نہیں، اس لیے یہ عقیدہ انسان کو جواب دہی کے حقیقی احساس سے دور کر دیتا ہے۔

(۳) یومِ آخرت اور حشر و جزا کا عقیدہ

یہ عقیدہ توحیدی ادیان (اسلام، یہودیت، عیسائیت وغیرہ) کا مشترکہ اور مرکزی نظریہ ہے۔ اس کے مطابق انسان ایک بار پیدا ہوتا ہے، دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا جاتا ہے، پھر موت کے بعد برزخ کے مرحلے سے گزرتا ہے، اور ایک دن سارے انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ نیکوکاروں کو جنت میں ابدی نعمتیں ملیں گی اور گناہ گاروں کو جہنم میں سزا۔

اسلام نے اسی عقیدۂ آخرت کو ایمان کی بنیاد قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا:

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

ترجمہ: ''اور بے شک قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور یقیناً اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں''۔ (سورہ حج:۷)

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

لَا رَيْبَ فِيهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے، پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے، پھر وہ تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورہ جاثیہ:۲۶)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ ۫ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

ترجمہ: اور ہم سب لوگوں کو جمع کریں گے، پھر ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب لوگ آپ کے رب کے سامنے صف در صف پیش کیے جائیں گے۔ (اللہ فرمائے گا:) یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسے ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ ہم تمہارے لیے (دوبارہ زندہ کیے جانے اور حساب کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کریں گے۔ (سورہ کہف:۴۷،۴۸)

یوں دیکھا جائے تو ان تینوں نظریات میں اسلام کا عقیدۂ آخرت ہی وہ کامل اور متوازن تصور ہے جو انسانی فطرت، عقل اور عدلِ الٰہی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو نہ مایوسی میں ڈالتا ہے نہ غرور میں، بلکہ اسے جواب دہی کے احساس کے ساتھ ایک متوازن اور بامقصد زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے۔

ہندوستان کے اہم قدیم مذاہب و فلسفے

(۱) سناتن دھرم (ہندومت)

ہندوستان کا قدیم ترین مذہب ہے جس کی بنیاد ویدوں پر رکھی گئی ہے۔ اس میں

خالقِ کائنات، کرم (اعمال)، سنسار (پیدائش وموت کا چکر)، اور موکش (نجات) جیسے عقائد ملتے ہیں۔ وقت کے ساتھ مختلف فرقے بنے جیسے ویشنو دھرم (وشنو کی عبادت)، شیو دھرم (شیو کی عبادت) اور شاکت دھرم (شکتی یا دیویوں کی پوجا)۔ اس کے لئے درج ذیل حوالہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(S. Radhakrishnan, Indian Philosopy, Vol. 1, Oxford University Press, London, 1923, Page 18-40; An Introduction to Hinduism, Cambridge University Press, 1996, Page 1-35)

(۲) چارواک یا لوکایت فلسفہ

یہ مادّی اور دہریہ فلسفہ تھا جو خدا، روح، وید، اور آخرت کا منکر تھا۔ چارواک کے نزدیک زندگی ہی سب کچھ ہے، مرنے کے بعد کچھ نہیں۔ اس نے مذہبی رسومات اور پجاریوں کی اجارہ داری کو رد کیا اور دنیاوی خوشی کو ہی مقصدِ حیات قرار دیا۔

(Lokayata: A Study in Ancient Indian Materialism, Page 1-25; A History of Indian Philosophy, S.N. Dasgupta, New Delhi, 1959, Page 531-553)

(۳) جین مذہب

مہاویر سوامی کے ذریعہ منظم ہوا۔ اس کا مرکزی اصول ہے: अहिंसा परमो धर्म: (اہنسا پرمو دھرم) یعنی عدمِ تشدد سب سے بڑا دھرم ہے۔ جین مت روح کی ازلیت، کرم، پُنر جنم اور موکش پر ایمان رکھتا ہے مگر کسی خالقِ کائنات کو تسلیم نہیں کرتا۔ نجات کے لیے ریاضت، سادگی اور خود پر قابو ضروری ہے۔

(The Jaina Path of Purification, University of California Press, 1979, Page 1-30; The Janis, 2nd Ed. Page 15-45)

(۴) بودھ مذہب

سِدھارتھ گوتم (بدھ) نے اس مذہب کی بنیاد رکھی۔ بدھ مت نے ذات پات اور رسم ورواج کی مخالفت کی۔ اس کے مطابق زندگی دکھ ہے، دکھ کا سبب خواہشات ہیں،

اور نجات آٹھ اصولوں (اشٹ مارگ) پر چلنے سے ممکن ہے۔ بدھ مذہب خدا کے وجود کو مرکزی حیثیت نہیں دیتا بلکہ اخلاق، رحم اور توازنِ نفس پر زور دیتا ہے۔

(The Foundation of Buddhism, Oxford University Press, 1998, Page 13-40; Introduction to Buddhism, Cambridge University Press, 2013, Page 37-68)

(۵) اجیوک مذہب

اس کے بانی مکھلی گوشال تھے۔ یہ مذہب تقدیر پر مبنی فلسفے کا قائل تھا۔ اس کے نزدیک انسان کے اعمال کا کوئی اثر نہیں، سب کچھ "نیتی" (قسمت) کے مطابق ہوتا ہے۔ اجیوک دراصل نیت پرستی (Fatalism) کی انتہائی شکل تھا اور وقت کے ساتھ ختم ہو گیا۔

(A.L. Basham, History and Doctrines of the Ajivikas, London, 1951, Page 1-80)

(۶) سکھ مذہب

پندرھویں صدی میں گرو نانک دیو جی نے اس کی بنیاد رکھی۔ سکھ دھرم توحید، سچائی، مساوات، خدمتِ خلق اور ظلم کے خلاف جہاد کی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں ہندو اور اسلامی تعلیمات کا امتزاج نظر آتا ہے۔

(W.H. Mcleod, Sikhism, Penguin Books, London,1997, Page 1-30; Harjot Oberoi, The Construction of Religious Boundaries: Culture, Identity, and Diversity in the Sikh Tradition, Oxford University Press, Delhi, 1994, Page 1-20)

روح کا تعارف

روح ایک ایسا لطیف اور غیر مادّی جوہر ہے جو انسانی وجود کی حقیقت اور زندگی کا سرچشمہ ہے۔ جسم روح کے بغیر مردہ ہے، اور روح کے وجود سے ہی انسان میں شعور، احساس، فکر اور عمل کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ تمام آسمانی مذاہب اور زیادہ تر فلسفیانہ نظام اس حقیقت پر متفق ہیں کہ انسان صرف جسم نہیں بلکہ ایک روحانی وجود بھی رکھتا ہے البتہ روح کی ماہیت، مبدأ، اور انجام کے بارے میں ان کے نظریات مختلف ہیں۔

اسلام میں روح کا تصور

اسلام نے روح کے بارے میں نہایت متوازن، حقیقت پر مبنی اور محتاط تعلیم دی ہے۔ قرآن وسنت میں روح کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے، لیکن اس کی اصل حقیقت انسان کے علم سے ماورا رکھی گئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ؀

ترجمہ: ''اور یہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے، اور تمہیں بہت ہی تھوڑا علم دیا گیا ہے''۔ (سورہ بنی اسرائیل: ۸۵)

تشریح: اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ روح الٰہی امر سے تعلق رکھتی ہے یعنی وہ مخلوق ضرور ہے مگر عام مخلوقات کی طرح مادی نہیں۔

روح کی تخلیق اور نسبت

قرآن میں حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ؀

ترجمہ: ''پھر جب میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر جانا''۔

(صورہ ص آیت ۷۲)

تشریح: یہاں ''روحی'' سے مراد اللہ کی طرف نسبتِ تشریفی ہے، یعنی ایک خاص روحانی فیض جو انسان کو شعور اور ارادہ عطا کرتا ہے۔

نوٹ: آیت میں ''مِن رُّوحِي'' (میری روح) سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا جز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی روح ہے، جس کی نسبت اپنی طرف تشریف وتکریم (اعزاز) کے طور پر فرمائی گئی ہے، جیسا

کہ ''بیتُ الله'' (اللہ کا گھر) اور ''ناقۃُ الله'' (اللہ کی اونٹنی) کہا جاتا ہے۔ یہ بات اہلِ سنت کی معتبر تفاسیر، مثلاً تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی، اور معارف القرآن میں بیان کی گئی ہے۔

اسلامی عقیدہ کے مطابق

اسلامی عقیدہ کے مطابق روح اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک لطیف مخلوق ہے، جس کی حقیقت کا کامل علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ روح جسم سے الگ مستقل وجود رکھتی ہے، لیکن دنیا کی زندگی میں جسم کے ساتھ تعلق قائم رکھتی ہے۔

جب موت آتی ہے تو روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے، مگر فنا نہیں ہوتی بلکہ عالمِ برزخ میں منتقل ہو جاتی ہے، جہاں انسان اپنے ایمان اور اعمال کے مطابق راحت یا عذاب کا سامنا کرتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا، روح کو اسی کے جسم میں واپس لوٹا دیا جائے گا، اور انسان اپنے اعمال کے حساب و کتاب کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ اس کے بعد اہلِ ایمان کو جنت اور اہلِ کفر و معصیت کو، اللہ کے عدل کے مطابق، جہنم کی جزا یا سزا دی جائے گی۔

ہندو دھرم میں روح کا تصور (आत्मा/आत्मन्)

ہندو فلسفے میں روح کو ''آتماں'' (आत्मा/आत्मन्) کہا جاتا ہے۔ آتمان کو ازلی، ابدی، اور لافانی مانا جاتا ہے۔

یہ ''برہمن'' (خالقِ کائنات) کا جز یا عکس سمجھی جاتی ہے جیسے:

अयमात्मा ब्रह्म।

ترجمہ: ''یہ آتماں ہی برہمن ہے''۔ (مندوکیہ اُپنشد 1.2)

اس نظریے کے مطابق آتماں (روحِ فرد) اور برہمن (روحِ کُل) دراصل ایک ہی حقیقت کے دو مظاہر ہیں۔ انسان کی نجات (موکش) اسی وقت ممکن ہے جب وہ یہ پہچان لے کہ اس کی روح برہمن ہی کا حصہ ہے۔

یہودیت میں روح کا تصور (Nephesh & Ruach)

یہودیت میں روح کے لیے دو بنیادی اصطلاحیں ہیں:

۱۔نیفش (Nephesh): اس سے مراد انسان کی جان، زندگی یا ذاتی وجود ہے۔ عبرانی بائبل میں یہ لفظ انسان اور بعض اوقات جانوروں کی زندہ ہستی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ نیفش انسان کی حیاتیاتی اور نفسیاتی زندگی کی نمائندگی کرتی ہے۔

۲۔رُواح (Ruach): اس کے لغوی معنیٰ ''ہوا''، ''سانس'' یا ''روح'' ہیں۔ مذہبی اعتبار سے اس سے مراد وہ روحانی قوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا کی جاتی ہے اور جو انسان کی عقل، اخلاق اور روحانی شعور سے متعلق ہے۔ بعض مقامات پر ''روحِ خدا'' (Ruach Elohim) سے مراد اللہ کی قدرت، الہام یا اس کی فعال قوت ہوتی ہے۔

(Encyclopaedia Judaica; The Jewish Study Bible)

عہدِ عتیق میں ہے:

וַיִּיצֶר יְהוָה אֱלֹהִים אֶת־הָאָדָם עָפָר מִן־הָאֲדָמָה וַיִּפַּח בְּאַפָּיו נִשְׁמַת חַיִּים וַיְהִי הָאָדָם לְנֶפֶשׁ חַיָּה׃

And the LORD God formed man of the dust of the ground, and breathed into his nostrils the breath of life and man became a living soul.

(The Holy Bible, King James Version (KJV) Genesis 2:7)

ترجمہ: ''اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا، اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا، اور انسان جیتی جان (زندہ نفس) بن گیا''۔

(پیدائش 2.7)

یہودی عقیدہ ہے کہ روح اللہ کا عطیہ ہے، جو جسم کے ساتھ محدود مدت تک رہتی ہے، اور مرنے کے بعد ''شیول'' (نچلی دنیا) یا خدا کے حضور لوٹ جاتی ہے۔

یہ آیت یہودی عقیدۂ روح کے بنیادی ماخذ میں شمار ہوتی ہے اور اسی سے Nephesh (نفس/جان) اور Ruach (روح) کے تصور کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔

عیسائیت میں روح کا تصور (Soul/Pneuma)

عیسائی عقیدہ کے مطابق روح انسان میں خدا کی جانب سے پھونکی گئی زندگی اور شعور ہے۔ بائبل کہتی ہے:

וְהָאָרֶץ הָיְתָה תֹהוּ וָבֹהוּ וְחֹשֶׁךְ עַל־פְּנֵי תְהוֹם וְרוּחַ אֱלֹהִים מְרַחֶפֶת עַל־פְּנֵי הַמָּיִם׃

And the earth was without form, and void and darkness was upon the face of the deep. And the Spirit of God moved upon the face of the waters.

(The Holy Bible, King James Version (KJV) Genesis 1:2)

ترجمہ: ''اور زمین سنسان اور ویران تھی، اور گہرے پانی پر تاریکی چھائی ہوئی تھی، اور خدا کی روح پانیوں کی سطح پر منڈلا رہی تھی''۔ (پیدائش 1.2)

انجیل کے مطابق روح انسان کی ابدی ذات ہے جو جسمانی موت کے بعد باقی رہتی ہے۔ نجات یافتہ روحیں جنت میں اور گناہ گار روحیں جہنم میں جاتی ہیں۔ روح کی نجات ایمان بر مسیح (Jesus Christ) پر منحصر ہے۔

اس آیت میں Ruach Elohim کا لفظ آیا ہے، جس کا لفظی معنیٰ ''خدا کی روح'' ہے۔ عبرانی زبان میں (Ruach) کے معنیٰ روح، سانس، ہوا یا طاقت بھی ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض جدید انگریزی تراجم میں اس کا ترجمہ ''the Spirit of God'' اور بعض میں ''a mighty wind from God'' کیا گیا ہے، تاہم روایتی یہودی اور مسیحی تفاسیر میں اس کا معروف ترجمہ ''Spirit of God'' (خدا کی روح) ہی ہے۔

بدھ مت میں روح کا تصور

دلچسپ بات یہ ہے کہ بدھ مت روح کے وجود کا منکر ہے۔ بدھ فلسفے کے مطابق کوئی ''دائمی نفس'' یا ''روح'' موجود نہیں؛ بلکہ انسان پانچ اجزاء (पञ्चस्कन्ध) کا مجموعہ ہے جیسے:

- रूप-جسم یا مادی وجود (Physical Form)
- वेदना-احساسات یا حسی کیفیات (Feelings/Sensations)
- संज्ञा -ادراک یا پہچان (Perception)
- संस्कार -ذہنی رجحانات، ارادے اور نفسیاتی تشکیل

(Volitional Formations/Mental Formations)

- विज्ञान-شعور(Consciousness)

بدھ مت کے مطابق یہی پانچ اجزاء مل کر انسان کی شخصیت تشکیل دیتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مستقل، غیر متغیر یا ابدی نہیں، بلکہ سب مسلسل تغیر پذیر ہیں۔ اسی بنیاد پر بدھ مت اناتا (अनात्मन्) یعنی ''عدم نفس'' یا ''غیر مستقل خودی'' کا نظریہ پیش کرتا ہے، جس کے مطابق کوئی دائمی روح یا مستقل نَفس موجود نہیں۔

یہ اجزاء موت کے بعد تحلیل ہو جاتے ہیں، اور اعمال کے اثر سے نیا وجود پیدا ہوتا ہے لیکن کوئی مستقل روح منتقل نہیں ہوتی۔ اسے ''اناتماواد'' (अनात्मवाद) یعنی ''بے روح نظریہ'' کہا جاتا ہے۔

(Max Muller, The Dhammapada, in The Sacred Books of the East, Vol. 10, Oxford: Clarendon Press, 1881)
(Rupert Gethin, The Foundations of Buddhism, Page 134-146)

سکھ مذہب میں روح کا تصور

سکھ مذہب میں روح کو ''آتما'' (ਆਤਮਾ) کہا جاتا ہے، جو واہگرو (خدا) کی جوتی (Jot/ਜੋਤ) یعنی الٰہی نور کا مظہر مانی جاتی ہے۔ سکھ عقیدے کے مطابق روح ابدی ہے، نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا ہوتی ہے، بلکہ جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی روح باقی رہتی ہے۔ اور اپنے اعمال (کرم) کے مطابق پُنر جنم (ਜਨਮ ਮਰਨ/جنم مرن) کے چکر سے گزرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ مکتی (Mukti/ਮੁਕਤੀ) یعنی نجات حاصل کر لے۔

مکتی کا مطلب ہے روح کا اپنے اصل ماخذ واہگرو میں مل جانا۔ یہ نجات کسی ظاہری رسم یا ریاضت سے نہیں بلکہ نام سمرن (خدا کا ذکر)، سیوا (خدمتِ خلق)، اور سچائی کے عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح سکھ فلسفے میں روح خدا کی جلوہ گاہ بھی ہے اور نجات کا ذریعہ بھی، جو انسان کو روحانی پاکیزگی اور وحدتِ الٰہی کی طرف بلاتی ہے۔ جیسا کہ گروگرنتھ صاحب میں لکھا ہے:

ਮਨ ਤੂ ਜੋਤਿ ਸਰੂਪੁ ਹੈ ਆਪਣਾ ਮੂਲੁ ਪਛਾਣੁ ॥

ترجمہ: ''اے انسان! تو الٰہی نور کا مظہر ہے، اپنے اصل (خالق) کو پہچان''۔

(Guru Granth Sahib, Ang (Page) 441)

ਜੋਤਿ ਸਰੂਪਿ ਅਨਾਹਦੁ ਵਾਜੈ ਕਹੀਐ ਗੁਰਮਤਿ ਸਾਰੁ ॥

ترجمہ: روح الٰہی نور کا مظہر ہے، اور اس میں (باطنی طور پر) انحد ناد گونجتا ہے؛ یہی گُرو کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔(Guru Granth Sahib, Ang-13)

جدید سائنس اور روح

سائنس کا عمومی مؤقف

جدید سائنس کا طریقۂ کار تجربہ، مشاہدہ اور مادی شواہد پر مبنی ہے۔ چونکہ ''روح'' ایک غیر مادّی (immaterial) وجود ہے، اس لیے سائنس اس کو براہِ راست مشاہدے یا تجربے سے ثابت نہیں کر سکتی۔ اسی لیے سائنس روح کے بارے میں کوئی حتمی مؤقف نہیں دیتی، بلکہ اسے ماورائی (metaphysical) یا فلسفیانہ سوال قرار دیتی ہے۔

Stephen Hawking نے کہا تھا:

Consciousness is still the greatest mystery. We do not yet know how the brain gives rise to it.

(The Grand Design, Chapter 3- What is reality?, Bantam Books, 2010, Page 45)

ترجمہ: شعور اب بھی سب سے بڑا معمہ ہے۔ ہم ابھی تک نہیں جانتے کہ دماغ کس طرح اسے (شعور کو) جنم دیتا ہے۔

جدید سائنس کے نزدیک شعور (Consciousness) آج بھی ایک نہایت پیچیدہ اور غیر حل شدہ مسئلہ ہے۔ اگرچہ اعصابی سائنس (Neuroscience) نے دماغ کے افعال، اعصابی نظام اور ادراک (Cognition) کے بہت سے پہلوؤں کی وضاحت کی ہے، لیکن یہ بنیادی سوال کہ شعوری تجربہ (Subjective Conscious Experience) دماغی سرگرمی سے کیسے وجود میں آتا ہے، اب بھی تحقیق اور بحث کا موضوع ہے۔

اسی طرح سائنسی تحقیق اب تک روح کے وجود کو نہ ثابت کر سکی ہے اور نہ اس کی نفی کر سکی ہے، کیونکہ روح سائنسی تجربے اور مشاہدے کی حدود سے ماورا موضوع ہے۔ اس لیے سائنس بنیادی طور پر دماغ اور شعور کے باہمی تعلق کا مطالعہ کرتی ہے، جبکہ روح کا تصور مذہب، فلسفہ اور مابعد الطبیعیات (Metaphysics) کے دائرۂ بحث سے تعلق رکھتا ہے۔

شعور (Consciousness) روح کا سائنسی متبادل

چونکہ سائنس مادّی دائرے میں رہ کر کام کرتی ہے، اس لیے وہ روح کے بجائے شعور (Consciousness) کو زیرِ بحث لاتی ہے جو انسان کے اندر سوچنے، محسوس کرنے اور خود کو جاننے کی صلاحیت ہے۔

دو مشہور نظریات

(۱) Integrated Information Theory-IIT

اطالوی اعصابی سائنس دان Giulio Tononi کے مطابق شعور کا تعلق کسی نظام میں موجود (Φ) Integrated Information سے ہے۔ یعنی جتنا زیادہ معلومات کا باہمی انضمام ہوگا، اتنا ہی شعور کی سطح بلند ہوگی۔

شعور دماغ میں معلومات کے ضم ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسے:

Consciousness corresponds to integrated information.

ترجمہ:شعور مربوط (ضم شدہ) معلومات کے مساوی ہے۔

(Tononi, Giulio, An Information Integration theory of Consciousness. BMC Neuroscience, Vol. 5, Article 42, 2004)

اس نظریے کے مطابق شعور صرف معلومات کے موجود ہونے سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب معلومات ایک مربوط اور نا قابلِ تقسیم نظام کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

(۲) Quantum Consciousness Theory (Orch-Or)

Roger Penrose اور Stuart Hameroff کے مطابق شعور کا تعلق دماغ کے نیورونز کے اندر موجود Microtubules میں ہونے والے کوانٹم عمل سے ہوسکتا ہے۔ جیسے:

Consciousness depends on biologically 'orchestrated' coherent quantum processes.

ترجمہ:روح یا شعور حیاتیاتی طور پر منظم شدہ ہم آہنگ کوانٹم عمل پر منحصر ہے۔

(Roger Penrose & Stuart Hameroff- Consciousness in the Universe: A Review of the 'Orch OR' Theory, Physics of life Reviews, Vol. 11, No. 1, 2014, Page 39-78)

اس نظریے کے مطابق، انسانی شعور (جسے فلسفیانہ طور پر روح کہا جاتا ہے) دماغ کے نیورانز کے اندر موجود باریک ساختوں، یعنی مائیکروٹیوبیولز (Microtubules) میں رونما ہونے والے کوانٹم میکانکس (Quantum Mechanics) یا کوانٹم مظاہر (Quantum phenomena) کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

یہ نظریہ روایتی نیوروسائنس کے مروجہ اصولوں کو چیلنج کرتا ہے، اسی لیے یہ اب تک شدید سائنسی بحث اور جانچ کا موضوع بنا ہوا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس نظریے کے مطابق، یہ ممکن ہے کہ روح (شعور) ایک ایسی توانائی یا شعاعی وجود ہو جو جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی کسی سطح پر قائم رہے اگرچہ یہ بات ابھی تک سائنسی طور پر ثابت نہیں ہوسکی۔

Near-Death Experiences (NDEs)

روح کے اشارے

حرکتِ قلب کے اچانک رک جانے (Cardiac Arrest) اور طبی موت (Clinical Death) کے دوران، کئی مریضوں نے ہوش میں آنے کے بعد انتہائی غیر معمولی تجربات بیان کیے ہیں۔ ان مشاہدات کو سائنسی اور نفسیاتی اصطلاح میں ''قریبی مرگ تجربات'' (Near-Death Experiences یا NDEs) کہا جاتا ہے۔ان میں عام طور پر درج ذیل کیفیات شامل ہوتی ہیں:

- جسم سے الگ ہونے (Out-of-Body Experience) کا احساس۔
- تیز یا روشن نور (Bright Light) کا مشاہدہ۔
- اپنے جسم اور طبی عملے کو اوپر سے دیکھنے کا دعویٰ۔
- گہری سکون، اطمینان یا وقت و مکان سے ماورا ہونے کا احساس۔

سائنس ان تجربات کو دماغی سرگرمیوں، آکسیجن کی کمی یا نیوروکیمیکل اثرات سے جوڑتی ہے، مگر کچھ سائنس دان مانتے ہیں کہ یہ غیر مادّی شعور (non-material consciousness) کی علامت ہو سکتے ہیں۔اس تحقیق میں کئی مریضوں نے دل کی بندش کے دوران شعور کا تجربہ بتایا۔

AWARE Study یعنی شعور کی سائنسی کھوج

ان پر اسرار حسیات کو سائنسی، منطقی اور تجربی بنیادوں پر پرکھنے کے لیے، نیویارک یونیورسٹی کے محقق ڈاکٹر سیم پرنیا (Dr. Sam Parnia) کی سربراہی میں ایک وسیع اور بین الاقوامی تحقیق کی گئی، جسے AWARE (AWAreness during REsucitation) کا نام دیا گیا۔ یہ مطالعہ موت اور شعور کے درمیانی تعلق کو سمجھنے کے لیے طبی تاریخ کی اہم ترین اور مستند کاوشوں میں شمار ہوتا ہے۔

اس تحقیق میں برطانیہ، امریکہ اور آسٹریا کے 15 ہسپتالوں میں 2060 ایسے

مریضوں کو شامل کیا گیا جنہیں Cardiac Arrest ہوا تھا۔ ان میں سے 330 مریض زندہ بچ سکے، جبکہ 140 مریض انٹرویو دینے کے قابل تھے۔ انٹرویوز میں:

● تقریباً 39 فیصد مریضوں نے دل کی دھڑکن بند ہونے اور دماغی سرگرمی رک جانے کے باوجود کسی نہ کسی حد تک شعوری ادراک (Conscious Awareness) اور یادداشتوں کی موجودگی کی تصدیق کی۔

● تقریباً 9 فیصد مریضوں کے بیانات مکمل طور پر NDEs کے بین الاقوامی اور مستند پیمانے (Greyson NDE Scale) پر پورے اترتے تھے۔

● تقریباً 2 فیصد مریضوں نے بے ہوشی کی حالت میں ایسی واضح اور ناقابلِ تردید آڈیو ویژول (Audio-visual) تفصیلات بتائیں جو طبی ریکارڈز اور اس وقت کمرے میں موجود عملے کی سرگرمیوں سے سو فیصد مطابقت رکھتی تھیں۔ ایک مریض نے بالکل درست انداز میں اس مشین کی بیپ (Beep) اور دورانیے کی نشاندہی کی جو اس کے علاج کے دوران استعمال ہو رہی تھی۔

اس تحقیق کے مصنفین نے محتاط سائنسی رویہ اپناتے ہوئے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ''روح'' کے وجود کا سائنسی ثبوت مل گیا ہے، بلکہ ان کا نتیجہ یہ تھا کہ موت ایک لمحہ نہیں بلکہ ایک مرحلہ وار عمل (Process) ہے اور Cardiac Arrest کے دوران بعض مریضوں میں شعور یا ادراک کی کچھ صورتیں موجود ہو سکتی ہیں، جن کی مکمل سائنسی توجیہ ابھی واضح نہیں ہو سکی۔

سائنسی حلقوں میں اختلاف

اس تحقیق کے بعد جدید سائنس میں دو متوازی نظریات پائے جاتے ہیں۔

ا۔ مادّی (Materialistic) نظریہ

اس نقطہ نظر کے حامی سائنسدان ان تجربات کو دماغی اور کیمیائی ردعمل کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ دماغ میں آکسیجن کی شدید کمی (Hypoxia)، کاربن ڈائی

آکسائیڈ کی زیادتی، نیوروکیمیکل تبدیلیوں، REM Intrusion یا موت کے قریب مرتے ہوئے دماغ کی آخری بے ہنگم سرگرمی (Terminal Brain Activity) کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

۲۔غیر مادّی نظریہ (Non-Material Consciousness)

بعض محققین کا ایک گروہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جب طبعی طور پر دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور ای ای جی (EEG) فلیٹ ہو جاتی ہے، تو اس وقت شعور کا بیدار رہنا اور منطقی یادداشتوں کا محفوظ ہونا اس امکان کی طرف ایک مضبوط اشارہ ہے کہ انسانی شعور (روح) یا ادراک شاید صرف دماغی خلیات (Neurons) کا محتاج نہیں بلکہ ایک الگ ماورائی وجود (روح) رکھتا ہے۔ تاہم اس نظریے کے حق میں ابھی قطعی سائنسی ثبوت موجود نہیں ہیں۔

(Parnia, S. Spearpoint, K, De Vos, G., Fenwick, P., Goldberg, etc.- AWARE-AWAreness during REsuscitation: A Prospective Study. Resucitation, 85)
(How the Self Controls Its Brain, John C. Eccles(1994)

نتیجہ

جدید سائنس روح کو مذہبی معنوں میں نہیں مانتی، لیکن یہ ضرور تسلیم کرتی ہے کہ انسان کے اندر ایک ایسی غیر مادّی شعوری قوت موجود ہے جسے ابھی تک سائنس پوری طرح سمجھ نہیں پائی۔ بعض ماہرین اسے روح کا سائنسی سراغ (scientific correlate of soul) قرار دیتے ہیں، مگر حتمی ثبوت موجود نہیں۔

❁❁❁

حصہ دوم

مختلف مذاہب میں آواگون کا تصور

آواگون کا تصور

آواگون یا پُنر جنم (Reincarnation) کا عقیدہ انسانی روح کے اس مسلسل سفر کا نام ہے جس میں موت کو زندگی کا اختتام نہیں بلکہ ایک نئے وجود کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ بعض مذاہب اور فلسفیانہ مکاتبِ فکر کے مطابق روح اپنے اعمال کے اثرات کے تحت بار بار مختلف جسموں میں جنم لیتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ روحانی پاکیزگی اور کامل نجات کی منزل تک پہنچ جائے۔ اس کے برعکس بعض مذاہب کے نزدیک انسان کو دنیا میں صرف ایک ہی زندگی عطا کی گئی ہے، جس کے بعد موت، پھر حساب و کتاب، جزا و سزا اور دائمی انجام کا مرحلہ آتا ہے۔ اس طرح آواگون کا تصور مذہبی افکار میں ایک اہم اختلافی مسئلہ ہے، جہاں ایک طرف اسے روح کے مسلسل ارتقا کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، جبکہ دوسری طرف اسے رد کرتے ہوئے انسان کی ایک ہی دنیاوی زندگی اور آخرت کے ابدی انجام پر ایمان رکھا جاتا ہے۔

اسلامی نظریہ اس باب میں نہایت واضح، متوازن اور عقلی ہے، جس کے مطابق انسان کو صرف ایک ہی دنیاوی زندگی عطا کی گئی ہے، پھر موت، عالمِ برزخ، قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیا جانا، حساب و کتاب، جزا و سزا اور دائمی جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ یہی عقیدہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور وحیِ الٰہی پر مبنی ہے، جس میں نہ بار بار دنیا میں واپسی کا تصور ہے اور نہ ہی پُنر جنم کا، بلکہ ہر انسان اپنی اسی ایک زندگی کے اعمال کا ذمہ

دار ہے اور اسی کی بنیاد پر اس کا ابدی انجام طے ہوگا۔ ذیل میں مختلف مذاہب میں آواگون یا پُنر جنم کے تصور کو ان کے مذہبی مصادر اور عقائد کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔

یہودی مذہب میں آواگون کا تصور

یہودی مذہب (Judaism) میں بھی روح کے دوبارہ جنم لینے یعنی پُنر جنم (Gilgul Neshamot/Reincarnation) کا عقیدہ پایا جاتا ہے، خاص طور پر صوفیانہ/قبالائی (Kabbalistic) یہودیت میں۔

یہودیت میں روح (Neshamah) کا تصور

لفظ ''Neshama'' عبرانی (Hebrew) زبان کا لفظ ہے اور یہ یہودیت میں روح (Spirit/Soul) کے ایک خاص پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔ Neshama کا مادّہ عبرانی فعل (Nasham) سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں: ''سانس لینا'' یا ''دم پھونکنا'' (to breathe, to blow)، لہٰذا لغوی طور پر Neshama کا مطلب ہے: ''سانس'' یا ''خدا کا پھونکا ہوا دم'' The Divine Breath یعنی زندگی کی روح یا ''روحِ حیات'' تورات (عہدِ عتیق/ Old Testament) میں یہ لفظ پہلی بار پیدائش 2:7 میں آیا ہے جیسے: ''اور خدا نے آدم کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا، اور آدم جیتی جان (روح والا انسان) بن گیا''۔ یہودیت میں Neshama کو انسان کی سب سے پاکیزہ اور الٰہی سطح سمجھا جاتا ہے جو موت کے بعد بھی فنا نہیں ہوتی بلکہ خدا کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

یہودیت کے مطابق انسان کے اندر ایک روحانی جوہر ہوتا ہے جسے (Neshamah) کہا جاتا ہے، جو خدا کی طرف سے پھونکی گئی ہے (پیدائش 7:2)۔ یہ روح جسمانی موت کے بعد فنا نہیں ہوتی بلکہ خدا کے پاس واپس جاتی ہے اور بعض اوقات، یہ دوبارہ دنیا میں آ سکتی ہے تا کہ اپنے پچھلے گناہوں کا کفارہ ادا کرے یا کوئی نا تمام مقصد پورا کرے۔

پُنر جنم کا عبرانی تصور (Gilgul Neshamot)

عبرانی میں پُنر جنم کے لیے اصطلاح ہے: Gilgul Neshamot۔

مطلب: ''روحوں کا گردش کرنا یا دوبارہ جنم لینا'' یہ عقیدہ بنیادی طور پر قبالہ (Kabbalah) یعنی یہودیت کی باطنی تعلیمات میں پایا جاتا ہے۔

● زوہار (Zohar) قبالہ کی بنیادی کتاب میں ہے:

All souls are subject to transmigration; and men do not know the ways of the Holy One. *(Zohar II, 99b)*

ترجمہ: تمام روحیں پُنر جنم کے تابع ہیں، لیکن انسان خدا کے ان طریقوں کو نہیں جانتا جن کے ذریعہ وہ ایسا کرتا ہے۔

● Sefer HaBahir یہ یہودیت کی قدیم ترین باطنی کتابوں میں سے ایک ہے جس میں لکھا ہے:

The righteous are reincarnated and come again into this world. *(Sefer HaBahir, Section 195)*

ترجمہ: نیک روحیں دوبارہ جنم لیتی ہیں اور اس دنیا میں واپس آتی ہیں۔

Isaac Luria (1534-1572) قبالہ کے مشہور عالم

انہوں نے ''Lurianic Kabbalah'' کے نظریے میں Gilgul (پُنر جنم) کو مرکزی عقیدہ کے طور پر پیش کیا۔ ان کے مطابق:

Each soul must perfect itself through successive lives, until it fulfills all commandments and rectifies all its errors. *(Etz Chaim/ Sha'ar Hagilgulim- The Gate of reincarnations- Issac Luria Chapter 1)*

ترجمہ: ہر روح مختلف جنموں کے ذریعے اپنے آپ کو پاک کرتی ہے، یہاں تک کہ وہ تمام احکام پر عمل کر لے اور اپنی تمام غلطیوں کا ازالہ کر لے۔

تلمود (Talmud) میں بالواسطہ اشارے

اگرچہ تلمود (یہودی فقہی مجموعہ) میں پُنر جنم کا واضح ذکر نہیں، لیکن بعض مقامات پر روح کے واپسی یا آزمائش کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

The souls of the righteous are hidden under the Throne of Glory and return to earth when the Lord wills.

(Talmud, Yevamot 62a)

ترجمہ: صالحین (نیک لوگوں) کی روحیں عرشِ جلال کے نیچے پوشیدہ رکھی گئی ہیں، اور جب خداوند کی مرضی ہوتی ہے تو وہ زمین پر لوٹ آتی ہیں۔

● یہ اشارہ بعض مفسرین کے نزدیک روح کے دوبارہ جنم لینے کا ابتدائی حوالہ سمجھا جاتا ہے۔

عقیدہ کا مقصد (Kabbalistic Interpretation)

قبالہ کے مطابق روح کا مقصد تکمیل (Tikkun) ہے، یعنی روحانی اصلاح۔ اگر روح کسی زندگی میں اپنا "تکمیلِ مشن" پورا نہ کر سکے، تو وہ دوبارہ جنم لیتی ہے۔ پُنر جنم کا سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک روح کامل (Perfected) نہ ہو جائے۔

The soul may return to rectify what was left undone in previous incarnations. *(Sha'ar HaGligulim, Ch. 11)*

ترجمہ: روح ان کاموں کو مکمل (یا درست) کرنے کے لیے واپس لوٹ سکتی ہے جو گزشتہ زندگیوں میں ادھورے رہ گئے تھے۔

جدید یہودی علماء کی آراء

Rabbi Aryeh Kaplan

Reincarnation is a well-documents and accepted concept in Kabbalistic Literature.

(Immortality, Resurrection and the Age of the Universe: A Kabbalistic View, NCSY, 1978)

ترجمہ: قبالائی ادب (یہودی تصوف) میں، تناسخ (روحوں کا دوبارہ جنم لینا) ایک مستند اور تسلیم شدہ تصور ہے۔

Rabbi Gershom Scholem
(Jerusalem Hebrew University)

قبالائی (یہودی تصوف) روایت میں گلگول (Gilgul)، جس کا مطلب ''پہیے کی طرح گھومنا'' یا ''انتقال'' ہے، روح کے دوبارہ جنم لینے یا تناسخ کے عقیدے کو کہتے ہیں۔ اس عقیدے کے بارے میں اہم نکات درج ذیل ہیں:

گلگول کا بنیادی مقصد روح کو اپنی پچھلی زندگیوں میں رہ جانے والی کوتاہیوں یا ادھورے کاموں کو مکمل کرنے اور اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اگرچہ یہ تصور پرانی یہودی روایتوں میں موجود تھا، لیکن اس عقیدے (گلگول) نے باقاعدہ ایک نظریے کی حیثیت سے 16 ویں صدی میں شہر صفد (Safed) میں فروغ پایا۔

The doctorine of Gilgul was development in Safed in the sixteenth century and became central to Jewish mysticism. *(Major Trends in Jewish Mysticism, 1941)*

ترجمہ: گلگول (تناسخ) کا عقیدہ سولہویں صدی میں صفد کے مقام پر پروان چڑھا اور یہودی تصوف میں مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔

خلاصہ:

عبرانی لفظ نَشامَہ (Neshama) کا مطلب ہے ''سانس'' یا ''خدا کا پھونکا ہوا دم''، اور یہودیت میں یہ انسان کی الٰہی روح کو ظاہر کرتا ہے جو براہِ راست خدا سے منسلک ہے۔ تورات (پیدائش 7:2) کے مطابق خدا نے آدم کے نتھنوں میں ''نِشمت حَیّیم'' یعنی زندگی کی روح پھونکی، جس سے انسان جیتی جان بن گیا۔ قبالہ کے مطابق روح کے تین درجے ہیں: Nephesh (جسمانی زندگی)، Ruach (جذبات و اخلاق)، اور Neshama (خالص الٰہی شعور)۔ نَشامَہ انسان کے اندر وہ نورانی جوہر ہے جو اسے عقل، شعور اور نیکی کی

تمیز دیتا ہے، اور موت کے بعد یہ خدا کی طرف لوٹ جاتی ہے، جیسا کہ کتابِ واعظ (Ecclesiastes 12:7) میں کہا گیا:

''روح خدا کے پاس لوٹ جاتی ہے جس نے اسے دیا تھا''۔

اس طرح Neshama یہودیت میں انسان کے وجود کا سب سے اعلیٰ اور مقدس پہلو ہے، جو ابدی اور غیر فانی سمجھا جاتا ہے۔

عیسائی مذہب میں آوا گون کا تصور

عیسائیت (Christianity) میں آخرت کا تصور پُنر جنم (Reincarnation) کی بجائے قیامت (Resurrection) اور ابدی زندگی پر مبنی ہے۔یعنی انسان مرنے کے بعد دوبارہ اسی دنیا میں جنم نہیں لیتا، بلکہ ایک ہی زندگی پاتا ہے، پھر موت کے بعد حساب و جزا کا دن آئے گا، جس کے بعد ہمیشہ کی جنت یا جہنم کا فیصلہ ہوگا۔

بائبل کا اصل اقتباس (عبرانیوں کا خط)

(Epistle to the HebrewsNew Testament)

عبرانیوں کے خط میں آخرت اور انسانی زندگی کے بارے میں نہایت واضح تعلیم دی گئی ہے کہ انسان کو دنیا میں صرف ایک ہی زندگی عطا کی گئی ہے۔اس کے بعد موت واقع ہوتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حساب و کتاب کے لیے پیش ہونا ہوتا ہے۔ اس عقیدے میں پُنر جنم یا بار بار دنیا میں واپس آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

"And as it is appointed unto men once to die, but after this the judgement".

(The Holy Bible, New Testament, Epistle to the Hebrews, Chapter 9, Verse 27 KJV)

ترجمہ: اور جس طرح آدمیوں کے لیے ایک ہی بار مرنا مقرّر ہے، اُس کے بعد عدالت (یعنی حساب و کتاب) ہوگی۔

تشریح: یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ انسان صرف ایک بار مرتا ہے، اور اس کے بعد روزِ قیامت اس کا حساب ہوگا نہ کہ وہ بار بار دنیا میں جنم لیتا ہے۔

قیامت اور ابدی زندگی کا تصور

عیسائیت کے مطابق انسان کی زندگی ایک ہی بار عطا کی جاتی ہے، جس کے بعد موت، پھر قیامت اور ابدی زندگی کا مرحلہ آتا ہے۔ بائبل کی تعلیمات کے مطابق قیامت کے دن تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، جہاں ان کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا کا فیصلہ ہوگا، نہ کہ انہیں دوبارہ دنیا میں جنم دیا جائے گا جیسے:

انجیلِ یوحنا (Gospel of John)

Do n ot be amazed at this, for a time is coming when all who are in their g raves will hear His voice and come out--those who have done good will rise to live, and those who have done evil will rise to be condemned.

(The Holy Bible, Gospel of John, Chapter 5, Verses 28-29)

ترجمہ: اس پر تعجب نہ کرو، کیونکہ وہ وقت آنے والا ہے جب سب لوگ جو قبروں میں ہیں اُس کی آواز سنیں گے، اور باہر نکل آئیں گے جنہوں نے نیکی کی وہ زندگی کے لیے جی اٹھیں گے، اور جنہوں نے بدی کی وہ سزا کے لیے جی اٹھیں گے۔

تشریح: یہ اقتباس عیسائیت کے قیامت اور جزا و سزا کے عقیدے کو ظاہر کرتا ہے انسان دوبارہ جسم کے ساتھ زندہ کیا جائے گا، مگر اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں۔

پُنر جنم (Reincarnation) کی تردید

عیسائی الٰہیات (Christian Theology) کے مطابق پُنر جنم کا عقیدہ غلط اور غیر مسیحی ہے۔ چرچ کے باقاعدہ عقائد (Nicene Creed, A.D. 325) میں اعلان کیا گیا:

I believe in the resurrection of the dead, and the life everlasting. *(The Nicene Creed, Counsil of Nicaea, 325 AD)*

ترجمہ: میں مردوں کے جی اٹھنے اور ہمیشہ کی زندگی پر ایمان رکھتا ہوں۔

یہ عبارت عیسائیت کے اس بنیادی عقیدے کو بیان کرتی ہے کہ انسان کی دنیاوی زندگی صرف ایک بار ملتی ہے۔ موت کے بعد تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے (Resurrection)، پھر خدا کے حضور ان کا حساب ہوگا۔ اس فیصلے کی بنیاد پر نیک لوگ ابدی زندگی اور خدا کی حضوری میں داخل ہوں گے، جبکہ بدکار اپنے اعمال کے مطابق سزا پائیں گے۔ اس عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ دنیا میں آنے یا تناسخِ ارواح (Reincarnation) کا کوئی موقع نہیں ملتا، بلکہ ایک ہی زندگی کے بعد آخری عدالت (Final Judgment) اور ابدی انجام مقرر ہوتا ہے۔

اس طرح عیسائیت کے مطابق انسان ایک ہی زندگی پاتا ہے، پھر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر خدا کے حضور اپنے اعمال کا حساب دیتا ہے اور ابدی جزا یا سزا پاتا ہے، اسی عقیدے پر اس کی نجات اور آخرت کی کامیابی یا ناکامی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

بدھ مت میں آواگون کا تصور

بدھ مت (Buddhism) میں ''پُنر جنم'' (पुनर्जन्म) کا تصور ہندومت سے ماخوذ ہوتے ہوئے بھی بنیادی طور پر مختلف ہے۔ بدھ مت میں ''روح (आत्मा)'' کے وجود کو نفی کیا گیا ہے مگر کرم (कर्म) اور پُنر جنم کا تسلسل برقرار رکھا گیا ہے۔

بدھ مت میں پُنر جنم کا بنیادی نظریہ اور اصولی فرق

ہندومت: (۱) آتما ابدی ہے جو جسم بدلتی ہے۔ (۲) پُنر جنم یعنی روح کا نیا جسم لینا۔ (۳) موکش یعنی آتما کا برہمن میں وِلین ہونا

بدھ مت: (۱) کوئی مستقل آتما نہیں۔ (۲) پُنر جنم یعنی کرم کے تسلسل سے نیا

وجود پیدا ہونا۔ (۳) نروان یعنی کرم وسنسار کے چکر سے نجات

دھمّپد (Dhammapada) بدھ کے اقوال

न हि पापं कतम् कर्मं सद्दिसं अगमंति तं।

न हि पापं परं कर्मं सच्छन्नं न समायति॥

न हि कर्मणां पतित्वा संसरन्ति पुनप्पुनं।

ترجمہ: انسان اپنے کیے ہوئے عمل (کرم) سے بچ نہیں سکتا۔ وہ جو عمل کرتا ہے، اُس کے مطابق ہی دوبارہ جنم لیتا ہے۔ نہ دیوتا، نہ خالق، نہ کوئی اور کسی کو بھی اس کے کرم سے بچا نہیں سکتا۔ (دھمپد: شلوک 127-128)

تشریح: یہاں پُنر جنم روح کے ذریعے نہیں بلکہ کرم کے تسلسل سے سمجھایا گیا ہے یعنی ''میں'' دوبارہ نہیں لوٹتا، بلکہ میرا کیا ہوا عمل ایک نئی شکل میں جنم لیتا ہے۔

سمّیا سُتت (Saṁyutta Nikāya) ''پُنر جنم کا چکر''

An ignorant man, being subject to craving, is reborn again and again. But one who sees things as they truly are is freed form rebirth. *(Samyutta Nikaya 15.3, The River (Oghatarana Sutta), Pali Text Society Edition, Vol. II, Page 179)*

ترجمہ: جو انسان جہالت اور خواہش کا غلام ہے، وہ بار بار جنم لیتا ہے۔ لیکن جو حقیقت کو جیسا ہے ویسا دیکھ لیتا ہے، وہ پُنر جنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔

تشریح: یہاں ''پُنر جنم'' کو جہالت (अविद्या) اور خواہش (तृष्णा) کا نتیجہ بتایا گیا ہے، اور ''نروان'' اسی چکر سے نجات ہے۔

مَجّھِم نِکای (Majjhima Nikāya) بدھ کی اپنی یاد

I remembered my manifold past lives: one birth, two

births, three births. Thus I remembered many aeons of world contraction and expansion.

(Majjhima Nikaya 36- Mahasaccaka Sutta, PTS Edition, Vol. I, Page 248)

ترجمہ: میں نے اپنی بے شمار پچھلی زندگیوں کو یاد کیا ایک، دو، تین ...... یوں میں نے کئی یگوں کے جنم اور فنا کو یاد کیا۔

بدھ نے اپنی بُدھتّا (Enlightenment) کی رات پچھلے جنموں کی یاد کا تجربہ کیا یہ بدھ مت میں پُنر جنم کی سب سے اہم شہادت ہے۔

تھیروگاتھا (Theragāthā)

Again and again the foolish man is born, again and again he dies, so long as craving is not ended, the cycle of birth contines.

(Theragatha 837, Pali Canon, Khuddaka Nikaya, Translated by Mrs. Rhys Davids, PTS Vol. I, P. 197)

ترجمہ: نادان انسان بار بار جنم لیتا ہے، بار بار مرتا ہے۔ جب تک خواہش ختم نہیں ہوتی، جنم کا چکر جاری رہتا ہے۔

خلاصہ: بدھ مت پُنر جنم کو مانتا ہے، مگر ''روح کے دوبارہ آنے'' کے معنٰی میں نہیں بلکہ ''کرم کے تسلسل'' کے طور پر۔ یعنی کوئی مستقل آتما نہیں جو منتقل ہو؛ بلکہ اعمال، خواہش، اور ادراک کی توانائیاں نئے وجود میں جنم لیتی ہیں۔ نروان اس کرمی سلسلے سے نجات یعنی دوبارہ جنم کا خاتمہ۔

یعنی بدھ مت میں پُنر جنم ایک اخلاقی و نفسیاتی تسلسل ہے، نہ کہ کسی ازلی روح کی منتقلی۔ بدھ نے ''پُنر جنم'' کو کرم، ترِشنا (خواہش)، اور اَوِدّیا (جہالت) کے چکر سے جوڑ کر نروان کو اس کا خاتمہ قرار دیا، اس لیے نجات کا راستہ خواہشات، جہالت اور کرم کے بندھن سے مکمل آزادی میں مضمر ہے۔

سکھ مذہب میں آوا گون کا تصور

سِکھ مت (Sikhism) میں ''آخرت'' اور ''پُنر جنم'' (ਆਵਾਗਉਨ) دونوں کا تصور موجود ہے، لیکن یہ ہندومت سے مأخوذ ہو کر بھی مختلف روحانی زاویہ رکھتا ہے۔

سِکھ دھرم کے مطابق روح (ਜੀਵ ਆਤਮਾ) ازلی اور غیر فانی ہے۔ ہر انسان کے اعمال اس کے اگلے جنم یا نجات کا تعین کرتے ہیں۔ جب تک انسان نام اور سچّائی میں نہیں جیتا، وہ جنم مرن کے چکر میں رہتا ہے۔ ''موکش'' یا ''سچ کھنڈ'' ہی حقیقی آخرت ہے۔

گرنتھ صاحب میں ''پُنر جنم'' کا عقیدہ

ਲਖ ਚਉਰਾਸੀਹ ਜੋਨਿ ਸਬਾਇ ॥

ਮਾਨੁਖ ਦੇਹਿ ਪ੍ਰਭੁ ਦੀਨਿ ਬਨਾਇ ॥

ترجمہ: خدا نے چوراسی لاکھ (84 لاکھ) یُونیاں بنائیں، اور ان میں انسان کا جسم سب سے اعلیٰ دیا۔ (گرنتھ صاحب آنند صاحب Ang 1159)

تشریح: خدا نے چوراسی لاکھ (8400000) جونیں (اقسامِ حیات) بنائی ہیں، اور ان تمام میں سے انسان کو (سب سے) اعلیٰ رتبہ اور فضیلت عطا کی ہے۔

سکھ مت میں یہ تصور موجود ہے کہ روح تخلیق کے بعد 84 لاکھ مختلف اشکال (جونوں) کے طویل سفر سے گزرتی ہے۔ یہ عقیدہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ روح کا سفر کتنا کٹھن اور طویل ہے۔

ان تمام جونوں میں انسان کا جسم سب سے زیادہ قیمتی اور ''اعلیٰ'' سمجھا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صرف انسان ہی وہ مخلوق ہے جو وِویک (تمیز) اور شعور رکھتی ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے خالق کو پہچان سکتی ہے۔

یہ زندگی کو ''پرماتمہ'' (خدا) تک پہنچنے یعنی موکش پانے کا آخری اور سنہرا موقع قرار دیا گیا ہے۔ سکھ مت کے مطابق، اگر انسان اس زندگی میں خدا کی بندگی (نام سمرن)

نہیں کرتا، تو وہ دوبارہ اسی 84 لاکھ کے چکر (آواگون) میں پھنس جاتا ہے۔

یہ تصور قدیم ہندو ویدانت کے "84 لاکھ یُونیوں" کے عقیدے سے مطابقت رکھتا ہے۔ سکھ مت نے اس روایتی تصور کو روحانی ارتقا کے ایک استعارے کے طور پر استعمال کیا ہے تاکہ انسان کو اس کی ذمہ داری اور وقت کی قدر کا احساس دلایا جا سکے۔

ਅਵਰ ਜੋਨਿ ਤੇਰੀ ਪਨਿਹਾਰਾ ॥

ਇਸੁ ਧਰਤੀ ਮਹਿ ਤੇ ਮਾਨਸ ਜਨਮੁ ਪਾਇਆ ॥

ਗੋਬਿਦ ਮਿਲਣ ਕੀ ਇਹ ਤੇਰੀ ਬਰੀਆ ॥

ترجمہ: تُو دوسری جونیوں (جسموں) سے گزرتا آیا، اور اب انسان کا جنم پایا؛ یہی موقع ہے خدا (گوبند) سے ملنے کا۔

(گرنتھ صاحب، راگ آسا، Ang 176)

تشریح: یہ آیت بتاتی ہے کہ روح پچھلے جنموں سے آ کر انسان کے بدن میں پیدا ہوئی ہے یہی موقع نجات (Mukti) کا ہے۔

ਫਿਰਿ ਫਿਰਿ ਜੋਨੀ ਆਵੈ ਜਾਇ ॥

ਦੁਖ ਸੁਖ ਕਾ ਦਾਤਾ ਵੇਹਿ ਆਪਿ ॥

ترجمہ: روح بار بار جنم لیتی اور مرجاتی ہے، اور دکھ سُکھ دینے والا وہی خدا ہے۔ (گرنتھ صاحب، راگ گوجری، Ang 496)

تشریح: یہ "آواگون" (پُنر جنم) کا صریح بیان ہے۔ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ خدا خود اس قانون کا مالک ہے انسان محض کرم کے نتیجے میں چکر کا شکار ہے۔

ਆਵਣੁ ਜਾਣੁ ਦੁਖੁ ਭੋਗਣੁ ਪਾਇਆ ॥

ਮਿਲਿ ਸਤਗੁਰ ਸਾਚਾ ਸੁਖੁ ਪਾਇਆ ॥

ترجمہ: آنا جانا (پیدا ہونا اور مرنا) ایک دکھ بھرا چکر ہے؛ جب انسان سچے گرو سے ملتا ہے، تب حقیقی سکون پاتا ہے۔

(گرنتھ صاحب، سورٹھ راگ، Ang 615)

تشریح: یہاں ''آون جان'' = Rebirth cycle بتایا گیا، اور نجات (موکش) ''ست گرو'' یعنی سچے رہنما کی پہچان سے ممکن ہے۔

سکھ دھرم میں ''آخرت'' کا مفہوم

ਆਦਿ ਸਚੁ ਜੁਗਾਦਿ ਸਚੁ ॥

ਹੈ ਭੀ ਸਚੁ ਨਾਨਕ ਹੋਸੀ ਭੀ ਸਚੁ ॥

ترجمہ: وہ (واہگرو) ازل سے سچا ہے، ہمیشہ سچا رہا ہے، اب بھی سچا ہے، اور ہمیشہ سچا رہے گا۔ (گروگرنتھ صاحب، جاپ جی صاحب، Ang 1)

تشریح: سکھ مذہب میں آخرت کوئی علیحدہ زمانہ نہیں، بلکہ سچائی کی ابدی حالت (State of Truth) ہے جب روح اس حقیقت (Sat) میں ضم ہوجاتی ہے تو وہ نجات پاتی ہے۔

سکھ گرنتھ میں ''نرک'' (جہنم) اور ''مُکتی'' (موکش) کا تصور

ਨਰਕਿ ਸੁਰਗਿ ਪਵੈ ਨਹੀ ਬਚਿਾਰੁ ॥

ਜੈਸੀ ਮਤਿ ਦੇਇ ਤੈਸਾ ਕਰੇ ਅਪਾਰੁ ॥

ترجمہ: جس کی عقل اندھی ہے وہ نرک (دوزخ) میں گرتا ہے، اور جو سچ جانتا ہے وہ سورگ (جنت) کو بھی پار کر جاتا ہے۔

(گرنتھ صاحب راگ تلنگ Ang 722)

تشریح: یہاں ''نرک'' اور ''سورگ'' کو روحانی حالت (Mental State) بتایا گیا ہے، نہ کہ کسی جسمانی آخرت کی جگہ۔ یعنی نیکی = روحانی جنت، بدی = روحانی دوزخ۔

خلاصہ: روح (ਜੀਵ) ازلی ہے۔ وہ کرم کے مطابق 84 لاکھ یُونیوں میں جنم لیتی ہے۔ انسانی جنم موکش کا آخری موقع ہے۔ نجات صرف ''نام سِمَرَن'' (خدا کا ذکر) اور ''سچے گرو کی پہچان'' سے ممکن ہے۔ جب روح سچ (ਸਤਿ) میں ضم ہوجاتی ہے، تب ''جنم مرن کا چکر'' ختم ہوتا ہے یہی آخرت ہے۔

سناتن دھرم (ہندومت) میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ

ہندومت کے مطابق، روح (आत्मा) ابدی (ازلی) ہے وہ کبھی مرتی نہیں، بلکہ کرم (कर्म) کے مطابق ایک جسم چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتی ہے۔ یہی عمل سنسار (संसार) کہلاتا ہے یعنی جنم، مرن، اور پُنر جنم کا چکر۔

بھگوت گیتا (भगवद्गीता) میں پُنر جنم

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय
नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि ।
तथा शरीराणि विहाय जीर्णा
अन्यानि संयाति नवानि देही ॥ २.२॥

ترجمہ: جیسے آدمی پرانے کپڑے پھاڑ کر نئے پہن لیتا ہے، ویسے ہی روح (دھی) پرانے جسم کو چھوڑ کر نئے جسم اختیار کر لیتی ہے۔

(بھگوت گیتا ادھیائے ۲، شلوک ۲۲)

تشریح: یہ سب سے واضح بیان ہے کہ روح جسم کی موت کے ساتھ فنا نہیں ہوتی، بلکہ نئے جسم میں داخل ہو کر پُنر جنم لیتی ہے۔

رِگ وید (ऋग्वेद) میں روح کی از سرِ نو پیدائش کا تصور

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान्
विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्।
युयोध्यस्मज्जुहुराणं एनो
भूयिष्ठां ते नम-उक्तिं विदेम॥ १.१.४॥
यत्त्वा देवा अनु मदन्ति विश्वे
अस्मिन्लोके परेतो, अग्ने, अस्थि।
ततो पुनर्मानुषं आयुर्जिगातु

अद्भ्यो घृतं पयसा पिन्वमानः॥ १.१.५॥

ترجمہ: اے اگنی (اے آگ، الٰہی توانائی)! ہمیں نیک راستے پر لے چل۔ ہمارے گناہوں کو مٹا دے، تاکہ ہم تیرا شکر ادا کر سکیں۔ (اور) اے اگنی! جب انسان کے جسم کے اجزاء بکھر جائیں، تو اس کی روح دوبارہ انسانی زندگی کی طرف لوٹ آئے، جیسے مکھن (گھی) دودھ سے پھر نکلتا ہے۔

(رِگ وید10.16.4-.5)

تشریح: یہ شلوک تدفین کے منتر میں پڑھا جاتا ہے۔ یہاں ''پھر انسان کی عمر کی طرف لوٹنے'' کے الفاظ موجود ہیں جو پُنر جنم کے ابتدائی عقیدے کی صریح علامت ہیں۔

اتھر وید (अथर्ववेद) کے مطابق دوبارہ جنم

यो जायमानो बहुधा विजायते।

ترجمہ: وہ (آتما) جو بار بار مختلف صورتوں میں جنم لیتا ہے۔

(اتھر وید 8.2.21)

تشریح: یہاں ''बहुधा विजायते'' (کئی صورتوں میں دوبارہ پیدا ہوتا ہے) براہِ راست آتما کے تسلسل اور پُنر جنم کے تصور کی طرف اشارہ ہے۔

یجر وید (यजुर्वेद) میں روح کی لافانیت

यथातथं व्यवहारवित्।,अस्मिन्लोके परो लोके

पुनरायतु जीवो नः।

ترجمہ: جیسے اس (دنیا) اور اگلی دنیا میں نیک عمل کرنے والا رہتا ہے، ویسے ہی ہماری روح (جیو) دوبارہ واپس آئے۔ (یجر وید 19.30)

اسی طرح پُنر جنم یا آوا گون جس کے مطابق روح (आत्मा) مرنے کے بعد بھی فنا نہیں ہوتی بلکہ اپنے اعمال (کرم) کے مطابق نئے جسم میں دوبارہ جنم لیتی ہے۔ یعنی موت صرف جسم کی تبدیلی ہے، روح کی موت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنشدوں میں کہا گیا ہے:

کٹھ اُپنشد (कठ उपनिषद्) اور پُنر جنم

नायमात्मा हन्यते हन्यमाने शरीरे ॥

ترجمہ: یہ آتما (روح) قتل نہیں کی جاتی جب جسم قتل کیا جائے۔

(کٹھ اُپنشد 1.2.18)

تشریح: یہ اقتباس روح کی ابدی و لافانی فطرت کو ظاہر کرتا ہے، جس کی بنیاد پر پُنر جنم ممکن ہے کیونکہ روح نہ مرتی ہے نہ پیدا ہوتی ہے، بلکہ صرف جسم بدلتی ہے۔

بریہد آرانیک اُپنشد (बृहदारण्यक उपनिषद्) میں پُنر جنم

यथाकर्म यथाश्रुतं एषः आत्मा पुनरितं भवति ।

ترجمہ: جیسا اُس کا کرم ہوتا ہے اور جیسے اُس کا علم و ادراک ہوتا ہے، ویسا ہی وہ (آتما) دوبارہ بن جاتا ہے (یعنی دوبارہ جنم لیتا ہے)۔

(بریہد آرانیک اُپنشد 4.4.5)

تشریح: یہاں واضح طور پر بتایا گیا کہ انسان کا اگلا جنم اس کے اعمال (कर्म) پر منحصر ہے یہی ہندو مذہب کا اخلاقی و روحانی اصول ہے۔

स यथाकर्म यथाश्रुतं एषः सम्परायः।

एष आत्मा ब्रह्मलोकं अभिसम्पद्यते

अथ य एतस्मिन्नस्मिन्नेव आत्मन्येवं विद्वान्……पुनरावर्तते न।

ترجمہ: جیسا اُس کا کرم ہے، ویسا ہی اُس کا انجام ہوتا ہے۔ جو اس آتما کو پہچان لیتا ہے، وہ دوبارہ نہیں لوٹتا (یعنی جنم کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے)۔ (چندوگیہ اُپنشد، ادھیائے 5، کھنڈ 10، منتر 7)

تشریح: یہ آیت نہ صرف پُنر جنم کی بات کرتی ہے بلکہ یہ بھی کہتی ہے کہ جو ''آتما'' اور ''برہمن'' کی سچائی جان لیتا ہے، وہ سنسار کے چکر سے مُکتی (मोक्ष) پاتا ہے۔

خلاصہ: ہندومت میں پُنر جنم (Reincarnation) محض ایک مذہبی عقیدہ نہیں

بلکہ ایک مکمل روحانی اور فلسفیانہ نظام (Spiritual Cycle) ہے، جس کی بنیاد آتما (आत्मा)، کرم (कर्म)، سنسار (संसार) اور موکش (मोक्ष) کے تصورات پر قائم ہے۔ ہندو فلسفے کے مطابق آتما (روح) ازلی و ابدی ہے؛ وہ نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا ہوتی ہے، بلکہ اپنے اعمال (کرم) کے مطابق بار بار مختلف جسم اختیار کرتی رہتی ہے۔

اس مسلسل جنم و مرن کے چکر کو سنسار کہا جاتا ہے۔ ہر نیا جنم گزشتہ زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے، لہٰذا انسان کی موجودہ زندگی، اس کی خوشیاں، تکالیف، سماجی حیثیت اور آئندہ زندگی سب اس کے کرم سے وابستہ سمجھی جاتی ہیں۔

ہندو عقیدے کے مطابق اس مسلسل پُنر جنم کا بنیادی مقصد روح کی تطہیر، اخلاقی ارتقا اور روحانی تکمیل ہے۔ اگر انسان نیک اعمال، سچائی، عدم تشدد، عبادت، یوگ، بھگتی (भक्ति) اور دھرم (धर्म) پر عمل کرتا ہے تو اس کے کرم بہتر ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں اسے اگلے جنم میں بہتر حالات یا اعلیٰ وجود حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس برے اعمال انسان کو دوبارہ کمتر انسانی یا حیوانی زندگیوں میں لے جا سکتے ہیں، جہاں اسے اپنے سابقہ کرموں کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔

اس روحانی سفر کا آخری اور سب سے بڑا مقصد موکش (मोक्ष) ہے، یعنی جنم و مرن کے نہ ختم ہونے والے چکر (سنسار) سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرنا۔ موکش کی حالت میں آتما تمام مادی خواہشات، کرم کے بندھن اور دنیاوی وابستگیوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔ مختلف ہندو مکاتبِ فکر کے مطابق موکش کی کیفیت کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے؛ مثلاً ویدانت (वेदान्त) میں اسے برہمن (ब्रह्मन्) سے اتحاد یا اس کے قرب کا درجہ قرار دیا جاتا ہے، جبکہ یوگ (योग) اور بعض دیگر فلسفوں میں اسے کامل روحانی آزادی اور ابدی سکون کی منزل سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ہندو مت میں انسانی زندگی کا حقیقی مقصد صرف دنیاوی کامیابی نہیں بلکہ روح کی ایسی پاکیزگی اور معرفت حاصل کرنا ہے جو اسے آخر کار موکش تک پہنچا دے۔

ہندو دھرم میں 84لاکھ یُونیوں (چوراسی لاکھ جنموں) کا عقیدہ

ہندو دھرم میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا نظریہ ایک بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہے، جس کا ذکر اُپنشد، پران، گیتا اور اسمرتیوں میں بار بار ملتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق روح (आत्मा) اپنے کرموں (اعمال) کے مطابق ایک جسم سے دوسرے جسم میں جنم لیتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ موکش (मुक्ति) یعنی نجات حاصل کر کے اس چکر سے آزاد ہو جائے۔

ہندو فلسفے میں کائنات کے تمام جانداروں کو یُونِی (योनि) یعنی جنسِ حیات کہا جاتا ہے، جن کی کل تعداد 84 لاکھ بتائی گئی ہے۔ روح اپنے کرم کے پھل کے مطابق کبھی انسان، کبھی جانور، کبھی پرندہ، کبھی درخت یا کبھی دیوتا کے روپ میں جنم لیتی ہے۔ یہی مسلسل جنم اور مرن کا چکر ہندو مت میں سنسار چکر (संसार चक्र) کہلاتا ہے۔

درحقیقت یہی تصور پُنر جنم کے عقیدے کی توسیع ہے، جس کے مطابق روح (आत्मा) موکش حاصل کرنے سے قبل 84لاکھ مختلف جیو یُونیوں (جاندار انواع) میں گردش کرتی رہتی ہے۔ لہٰذا ہندو فلسفے میں 84 لاکھ یُونیاں دراصل تمام ممکنہ جاندار انواع کی علامت ہیں، جن میں روح اپنے اعمال کے مطابق جنم لے سکتی ہے۔ تفصیل سے کے لئے درج ذیل شلوک دیکھیں:

जले जन्म सहस्राणि स्थले जन्म शतानि च।

कृमयोनीश्चलजनि जन्मानां चातुराश्रयम्॥

असंख्येयानि भूतानि चौरासी लक्षणानि च॥

(Padma Purana, Srsti-Khanda, Chapter 2, Verses 31-32)

ترجمہ: پانی میں (رہنے والی) مخلوقات کی بے شمار پیدائشیں ہیں، زمین پر بھی بے شمار پیدائشیں ہیں، کیڑے مکوڑوں اور حشرات کی بھی مختلف یُونیاں (اقسامِ حیات) ہیں، اور مجموعی طور پر چوراسی لاکھ (84 لاکھ) جاندار یُونیاں بیان کی گئی ہیں۔

चौरासी लक्षयोनीषु भ्रम्यते जीवसंज्ञकः।
कर्मणां फलमाप्नोति देहं वा पुनरश्नुते॥

(Garuda Purana, Preta Khanda 2.35 Anandasramaj Sanskrit Series Vol 36, Page 22)

ترجمہ: جیُو (روح) 84 لاکھ انواع و اقسام کی یُونیوں میں بھٹکتی ہے، اپنے اعمال (کرم) کے مطابق وہ پھل (جزا یا سزا) پاتا ہے اور بار بار مختلف جسم (دوبارہ جنم) دھارتا ہے۔

تشریح: یعنی مرنے کے بعد روح مختلف جیو۔یونیوں میں جاتی ہے، جب تک کہ وہ موکش حاصل نہ کرلے۔

जलजा नव लक्षाणि, स्थावरा लक्ष विंशति।
कृमयो रुद्र संख्यकाः, पक्षिणां दश लक्षणम्॥
त्रिंशल्लक्षाणि पशवः, चतुर्लक्षाणि मानवाः॥

ترجمہ: آبی مخلوقات کی 9 لاکھ اقسام ہیں۔ درختوں اور نباتات (ساکن جانداروں) کی 20 لاکھ اقسام ہیں۔ کیڑے مکوڑوں اور حشرات کی 11 لاکھ اقسام ہیں۔ پرندوں کی 10 لاکھ اقسام ہیں۔ جانوروں کی 30 لاکھ اقسام ہیں۔ انسانوں کی 4 لاکھ اقسام ہیں۔

(پدما پران، سرشٹی کھنڈ، باب 78، شلوک 5)

اس طرح کل ملا کر 84 لاکھ (8400000) یُونیاں (जीव-योनियाँ) بیان کی گئی ہیں۔

देव तिर्यङ्नरादीनां देहभेदोऽसि नित्यशः।
तत्र तत्रैव भूतात्मा कर्मानुरूपतो भवेत्॥

ترجمہ: اے بھگوان! روح بار بار دیو، جانور، انسان وغیرہ کے مختلف جسم اختیار کرتی ہے؛ یہ سب اُس کے کرم کے مطابق ہوتا ہے۔

(شریمد بھاگوت پران، اسکند 3، باب 31، شلوک 21، ترجمہ: سوامی تپسیانند، ص:423)

تشریح: یہ یوگ، کرم، اور آواگون کی مکمل فلسفیانہ وضاحت ہے کہ روح بار بار جسم بدلتی ہے، حتیٰ کہ موکش پائے۔

असङ्ख्येयानि भूतानि चौरासी लक्षणानि च।

तत्र तत्रैव सञ्जातं कर्मानुरूपतो भवेत्॥

ترجمہ: جانداروں کی اقسام لاتعداد ہیں (اور یہ) چوراسی لاکھ (84 لاکھ) اقسام کی تخلیقات ہیں۔ (ان میں سے) جس بھی نوع میں روح جنم لیتی ہے، وہ اس کے گزشتہ اعمال (کرم) کے مطابق ہوتا ہے۔

(وشنو پران، حصہ دوم (اَمش 2)، باب 3، شلوک 43)

خلاصہ : یعنی جس طرح ہندو دھرم میں 84 لاکھ یُونیوں (چوراسی لاکھ جنموں) اور پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ روح کے بار بار جنم لینے اور آخرکار موکش (मुक्ति) کے ذریعے نجات پانے کے نظریے پر مبنی ہے، اسی طرح آخرت کا تصور دیگر مذاہب میں روح کی نجات یا سزا کے عقیدے سے جڑا ہوا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہندو فلسفے میں روح کرموں (اعمال) کے مطابق مختلف جنموں میں آتی جاتی ہے، جب تک وہ پاک ہو کر موکش نہ پالے، جب کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں روح کے لیے ایک ہی زندگی اور اس کے بعد قیامت کے دن حساب و جزا کا تصور ہے، جہاں انسان کو اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں مقام ملتا ہے۔ اس طرح ہندومت میں موکش دراصل وہی مفہوم رکھتا ہے جو دیگر مذاہب میں آخرت کی نجات کے تصور کے طور پر پایا جاتا ہے۔

رِگ وید میں سورگ (स्वर्गलोक) کا تصور

यत्रानन्दश्च मोदश्च मुदः प्रमुद आसते।

कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधि॥

ترجمہ: ''اے (اِندر)! جہاں آنند (خوشی) اور مود (سرور) پائے جاتے ہیں، جہاں تمام خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، مجھے اس مقام پر لے جا کر

امر (لافانی) بنادو‘‘۔ (رگ وید، منڈل9، سکت113، منتر7)

यत्र राजा वैवस्वतो यत्रावरोधनं दिवः।

यत्रापा तन्वः सन्ना यत्रामूस्तत्र माममृतं कृधि॥

ترجمہ: ’’جہاں ویسوت (یمراج) بادشاہ ہیں، جہاں آسمان کا دروازہ (یا مقام) ہے، جہاں قدیم آباء واجداد (پِتر) بستے ہیں، مجھے وہاں لے جا کر امر بنادو‘‘۔ (رگ وید، منڈل9، سکت113، منتر8)

अद्रिवः पिब सोममिन्द्र गा स्वर्ग उन्नयन्।

पितरः परमं गताः॥,यत्रा नः पूर्वजा उता

ترجمہ: اے اندر! سَوم (Som) پی اور ہمیں اس سورگ میں لے جا، جہاں ہمارے باپ دادا (پِتَر) جا چکے ہیں، اور سب سے اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔ (رگ وید، منڈل9، سکت113، منتر9)

تشریح: ’’سورگ‘‘ کو یہاں خوشی اور نیک اعمال کے پھل کی جگہ بتایا گیا ہے۔ یہ ’’پِتر لوگ‘‘ (آباؤاجداد کی روحوں کا عالم) ہے، جہاں نیک روحیں عارضی طور پر قیام کرتی ہیں۔

اَتھر وید میں نرک کا تصور

य एतान् देवान् न विद्मस्त एनं नारकं लोकं न विद्मः।

ترجمہ: جو لوگ ان دیوتاؤں (اعلیٰ صفات) کو نہیں جانتے، وہ اس نارک لوک (تاریک/پست دنیا) کو بھی نہیں جانتے (جس میں وہ اپنے اعمال کے سبب گرتے ہیں)۔ (اتھر وید، کانڈ10، سوکت3، منتر8)

تشریح: یہ ’’نرک‘‘ کا سب سے قدیم ویدک حوالہ ہے یہاں اسے گناہ کی سزا کا مقام کہا گیا ہے۔ مگر مستقل نہیں سزا بھگتنے کے بعد روح دوبارہ جنم لیتی ہے۔

منواسمرتی میں کرم اور نرک کا تصور

अवेक्षेत गतीर्नृणां कर्मदोषसमुद्भवाः।

निरये चैव पतनं यातनाश्च यमक्षये॥

ترجمہ: انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں (برے اعمال) سے پیدا ہونے والی انسانی زندگی کی مختلف حالتوں (جنموں) پر غور وفکر کرے، اور ساتھ ہی یہ سوچے کہ کس طرح (ان گناہوں کے سبب) انسان نرک (جہنم) میں گرتا ہے اور یم لوک (عذاب کے مقام) میں طرح طرح کی سخت اذیتیں اور تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ (منوسمرتی، باب 12، شلوک 21)

تشریح: اس شلوک کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے برے اعمال کے نتیجے میں ملنے والی روحانی پستی اور اگلی زندگی کی سخت آزمائشوں پر غور کرنا چاہیے، تاکہ وہ خوفِ خدا اور انجام کی فکر میں مبتلا ہو کر گناہوں سے باز رہے۔ یہ فکر انسان کو پاکیزہ زندگی گزارنے اور خود کو اخلاقی عذاب سے بچانے کی ترغیب دیتی ہے۔

گیتا میں آواگون اور سورگ و نرک تصور

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा
यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकं
अश्नन्ति दिव्यान् दिवि देवभोगान्॥
ते तं भुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं
क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोकं विशन्ति॥

ترجمہ: جو تین ویدوں کو ماننے والے ہیں اور سوَم پیتے ہیں، وہ یگیہ کر کے سورگ کی راہ چاہتے ہیں۔ وہ سورگ میں جا کر دیوی انعامات کا انند لیتے ہیں۔ مگر جب ان کے پُنّیہ (نیک عمل) ختم ہو جاتے ہیں، تو وہ پھر مَرتیَ لوک (زمین) پر واپس آ جاتے ہیں۔ (بھگوات گیتا 9.20-21)

تشریح: اس سے واضح ہوتا ہے کہ سورگ عارضی ہے، جب نیک کرم ختم ہو جائیں تو

روح دوبارہ پرتھوی لوک (دنیا) میں آتی ہے۔ یعنی سورگ و نرک محض ''آوا گون'' کے پڑاؤ ہیں، ہمیشہ کے لیے نہیں۔

کرم پُران میں نرک کا تصور

नरकाणां शतान्याहुः पापिनां कर्मसञ्चयान्।
तत्र तत्रेति पापात्मा यावत् पापं क्षयं नयेत्॥

ترجمہ: گنہگاروں کے اعمال کے مجموعے (جمع شدہ گناہوں) کی وجہ سے سینکڑوں نرک (جہنم کے مقامات) بتائے گئے ہیں۔ وہاں گنہگار روح اس وقت تک تکلیف اٹھاتی ہے جب تک کہ اس کے گناہوں کا پھل ختم نہ ہو جائے۔ (کرم پُران، دوسرا حصہ، باب 33، شلوک 40)

تشریح: یہاں ''نرک'' کو سزا کے عارضی لوک کے طور پر بیان کیا گیا۔ پاپی روحیں وہاں تک رہتی ہیں جب تک کرم کا اثر ختم نہ ہو۔ اس کے بعد وہ دوبارہ جنم (Rebirth) لیتی ہیں۔

گروڑ پُران میں سورگ نرک کا تصور

स्वर्गं सुकृतमिच्छन्ति नरकं पापिनस्तथा।
स्वर्गं सुखमयं प्रोक्तं नरकं दुःखसंयुतम्॥

ترجمہ: نیک اعمال کرنے والے (پُنّیہ آتما) جنت (سورگ) کی خواہش رکھتے ہیں، اور گناہگار (پاپی) اپنے برے اعمال کے نتیجے میں نرک (جہنم) کو پاتے ہیں۔ سورگ کو سکھ (خوشی) سے معمور مقام قرار دیا گیا ہے اور نرک کو دکھ (اذیت) سے بھرا ہوا بتایا گیا ہے۔
(گروڑ پران، پریت کھنڈ، باب 35، شلوک 38)

تشریح: یہ شلوک ہندو مذہب کے مطابق اس عقیدے کو بیان کرتا ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملتی ہے۔ نیک اعمال کرنے والے سورگ کی نعمتیں حاصل

کرتے ہیں، جبکہ برے اعمال کرنے والے نرک کے عذاب سے دوچار ہوتے ہیں۔

اگنی پُران میں سورگ کا تصور

स्वर्गो नित्यं न तिष्ठन्ति पुण्यकर्मक्षये नराः।

नरकं चातिक्रम्यन्ति पापक्षये पुनर्भवः॥

ترجمہ: نیک کرم والے لوگ سورگ میں ہمیشہ نہیں رہتے؛ جب پُنّیہ ختم ہو جائے تو وہ واپس آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی پاپ ختم ہونے پر نرک سے بھی نکل آتے ہیں، اور پھر جنم لیتے ہیں۔ (اگنی پُران 212.4)

اپنشد میں سورگ و نرک کا روحانی ذکر

उत्तिष्ठत जाग्रत प्राप्य वरान्निबोधत।

क्षुरस्य धारा निशिता दुरत्यया दुर्गं पथस्तत् कवयो वदन्ति॥

ترجمہ: اٹھو! بیدار ہو جاؤ! اور اعلیٰ علم رکھنے والے گروؤں (اساتذہ) کے پاس جا کر حقیقت کو جانو۔ عقل مند لوگ اس راستے (راہِ حق) کو اتنا ہی کٹھن اور خطرناک بتاتے ہیں جیسے استرے کی تیز دھار پر چلنا، جس پر چلنا انتہائی مشکل ہے۔ (کٹھ اُپنشد، پہلا باب، تیسری ولی، منتر 14)

تشریح: یہاں ''سورگ'' اور ''نرک'' کو روحانی علامتوں کے طور پر لیا گیا ہے یعنی ''گیان'' = سورگ (روشنی)، ''اگیان'' = نرک (اندھیرا)۔ یہ بعد میں ''ادویت ویدانت'' فلسفے میں مکمل ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: ہندو دھرم کے مطابق سورگ (स्वर्ग) اور نرک (नरक) دونوں کرم (اعمال) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی عارضی روحانی حالتیں ہیں، نہ کہ ابدی مقامات۔ روح (आत्मा) کے اعمال ہی یہ طے کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد کہاں جائے گی نیک کرم (पुण्य कर्म) کے اثر سے وہ سورگ میں دیوی نعمتوں کا آنند لیتی ہے، جب کہ پاپ کرم (पाप

(कर्म) کے سبب نرک میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتی ہے۔ لیکن یہ دونوں مقام ہمیشہ کے لیے نہیں؛ جب اعمال کا اثر (کرم فَل) ختم ہو جاتا ہے، تو روح ایک نئے جنم (पुनर्जन्म) کے لیے پرتھوی لوک (دنیا) میں واپس آتی ہے۔ یوں سورگ اور نرک دراصل روح کی "تعلیم گاہیں" ہیں، جہاں وہ اپنے اعمال کے مطابق تجربہ حاصل کرتی ہے تا کہ اگلے جنم میں بہتر دھرم کی طرف راغب ہو سکے۔

موکش (मुक्ति) یا نجات کا نظریہ اس فلسفے کا آخری مقصد ہے جب آتما (روح) گیان (سچائی کا عرفان) اور وِویک (ادراک) کے ذریعے یہ جان لیتی ہے کہ وہ دراصل برہمن (خدا) ہی کا حصہ ہے، تو وہ دوبارہ جنم کے چکر (आवा-गमन/संसार चक्र) سے آزاد ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے نہ سورگ کی لالسا باقی رہتی ہے نہ نرک کا خوف، کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ جنت و دوزخ دونوں عارضی ہیں، اصل حقیقت اس "ادویت" (غیر دوئی) کی ہے جس میں روح اور خدا ایک ہو جاتے ہیں۔ یہی روحانی یکتائی (Self-realization) ہندو فلسفے کا اعلیٰ ترین ہدف ہے سورگ و نرک سے ماورا، برہمن میں استھت (محفوظ) ہونا۔

ہندو دھرم میں سورگ، نرک، کرم، اور موکش کا فلسفہ

ہندو دھرم کی نگاہ میں سورگ (جنت) اور نرک (دوزخ)، دونوں کرم (اعمال) کے عارضی پھل ہیں روح (आत्मा) اپنے نیک اور بد کرموں کے مطابق اِن دونوں میں اپنے اعمال کا پھل پاتی ہے۔ یہ جزا و سزا کا نظام کسی انتقامی عدل پر مبنی نہیں بلکہ آتمک تطہیر (روحانی پاکیزگی) کا ذریعہ ہے۔ جب روح نیکی کے نتیجے میں سورگ کے انعامات بھوگ لیتی ہے، یا بدی کے نتیجے میں نرک کی تکالیف سہہ لیتی ہے، تو وہ دوبارہ جنم (पुनर्जन्म) لے کر دنیا میں آتی ہے، تا کہ سچائی، نیکی اور گیان کی راہ اختیار کرے۔ یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک آتما برہمن (خدا) کی حقیقت کو پہچان کر اُس میں ضم نہ ہو جائے اسی کو موکش (मुक्ति) یا نجاتِ ابدی کہا جاتا ہے۔ ذیل میں چار یوگ یعنی موکش تک پہنچنے کے راستے درج ہیں:

ہندو فلسفہ کے مطابق موکش (मुक्ति) یا نجات تک پہنچنے کے کئی راستے (मार्ग / یوگ) ہیں۔ ہر یوگ انسان کی فطرت، رجحان اور ذہنی کیفیت کے مطابق روحانی نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ چاروں یوگ دراصل ویدانتی، سمکھیا اور بھگوت گیتا کے نظریات کے امتزاج سے تشکیل پاتے ہیں۔

۱۔ گیان یوگ (ज्ञान योग) علم وعرفان کا راستہ

گیان یوگ وہ راستہ ہے جس میں انسان ''میں کون ہوں؟'' (कोऽहम्) کے سوال پر فلسفیانہ غور وفکر کے ذریعے اپنی حقیقی شناخت دریافت کرتا ہے۔ جب وہ جان لیتا ہے کہ اُس کا آتما (روح) دراصل برہمن (اللہ الحق کا ہی عکاس ہے، تو وہ موکش حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ آدی شنکر آچاریہ نہیں کہا:

कोऽहमिति विचारेण भवबन्धविनाशनम्।

स्वात्मानं सच्चिदानन्दं ध्यात्वैव विमुच्यते॥

ترجمہ: ''جب انسان یہ غور کرتا ہے کہ 'میں کون ہوں؟'، تو وہ جنم و مرن کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے''۔ (آتما بودھ، شلوک 8، آدی شنکر آچاریہ)

● اسی طرح اپنشد و بھگوات گیتا میں ہے:

अहं ब्रह्मास्मि ''میں برہمن ہوں''۔

(Brahdaranyaka Upanisad, 1.4.10)

ترجمہ: ''جس نے آتما (اصل حقیقت) کو جان لیا، گویا اس نے تمام حقیقت کو جان لیا''۔

(Chandogya Upanishad 6.1.3 ; तत्त्वमसि / Tat Tvam Asi 6.8.7)

श्रद्धावान् लभते ज्ञानं तत्परः संयतेन्द्रियः ।

ज्ञानं लब्ध्वा परां शान्तिमचिरेणाधिगच्छति ॥ ४.३ ॥

ترجمہ: ''جو شخص ایمان (श्रद्धा) رکھتا ہے، علم حاصل کرنے میں مخلص

رہتا ہے اور اپنے حواس پر قابو رکھتا ہے، وہ علم حاصل کر لیتا ہے، اور علم حاصل کرنے کے بعد جلد ہی اعلیٰ ترین سکون (نجات) کو پالیتا ہے''۔

(بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 39)

ترجمہ: ''بھکتی (عقیدت) کے ذریعے ہی انسان مجھے حقیقت کے ساتھ جانتا ہے، اور مجھے جان لینے کے بعد میری ذات میں داخل ہو جاتا ہے (موکش حاصل کرتا ہے)''۔ (بھگوت گیتا، ادھیائے 18، شلوک 55)

تشریح: ہندو فلسفے میں علم، عقل، غور و فکر، وجدان اور خود شناسی کے ذریعے موکش (मुक्ति) حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ اس کا بنیادی مقصد انسان کو اس حقیقت کا ادراک کرانا ہے کہ آتما (आत्मा) اپنی اصل میں برہمن (ब्रह्मन्) سے جدا نہیں۔ جب انسان جہالت (अविद्या) سے نکل کر اس حقیقت کو جان لیتا ہے تو وہ جنم و مرن کے چکر (संसार) اور کرم کے بندھن سے آزاد ہو کر موکش حاصل کر لیتا ہے۔

۲۔ کرم یوگ (कर्म योग) عمل اور فرض کی راہ

کرم یوگ کا بنیادی اصول ہے کہ انسان کو اپنے فرض (دھرم) کے مطابق عمل کرنا چاہیے، مگر نتائج کی خواہش کے بغیر۔ یہ راستہ سکھاتا ہے کہ نجات صرف مراقبہ یا فلسفہ سے نہیں بلکہ نیک عمل اور فرض شناسی سے حاصل ہوتی ہے۔

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन।

ترجمہ: ''تجھے صرف عمل کا حق ہے، اس کے پھل کا نہیں''۔ (بھگوت گیتا 2.47)

तस्मादसक्तः सततं कार्यं कर्म समाचर।

कर्मण्येव हि संसिद्धिमास्थिता जनकादयः॥

ترجمہ: ''جو نیک عمل محض خدا کے لیے کرتا ہے، وہ کرم کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے''۔ (بھگوت گیتا، 3.19-20)

स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विन्दति मानवः॥

ترجمہ: ''عمل کے ذریعے انسان کامِلتا (سِدھی) کو پاتا ہے''۔(بھگوت گیتا 18.46)

تشریح: کرم یوگ نجات کو عملی اخلاق اور فرض کی ادائیگی سے جوڑتا ہے۔یہی گیتا کا مرکزی پیغام ہے کہ کرم کرتے رہو، موکش خود آئے گا۔

۳۔بھکتی یوگ (भक्ति योग) عشق وعقیدت کا راستہ

بھکتی یوگ میں نجات کا راز فلسفہ نہیں بلکہ عشقِ الٰہی ہے۔انسان خدا سے محبت، عقیدت اور سپردگی کے ذریعے اپنی انا کو مٹا کر پرم آتما سے مِلن پاتا ہے۔

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः।

ترجمہ: ''بھکتی کے ذریعہ ہی کوئی مجھے حقیقت میں جان سکتا ہے''۔(بھگوت گیتا18.55)

ترجمہ: ''جو مجھ سے بھکتی کرتا ہے، میں اُس کا بھگوان ہو جاتا ہوں اور وہ میرا''۔(بھگوت گیتا 30-9.29)

ترجمہ: ''جب بھکت اپنی ساری خواہشیں بھگوان کے قدموں میں نچھاور کر دیتا ہے، تب وہ موکش کو پالیتا ہے''۔(بھگوت پُران 11.14.20)

تشریح: بھکتی یوگ محبت، عبادت، اور سپردگی کا راستہ ہے۔یہ راہ کرشن، وشنو، رام اور دیوی بھگتی کے ذریعے ''موکش'' کو حاصل کرنے کی سب سے نرم اور عوامی راہ مانی جاتی ہے۔

۴۔راج یوگ (राज योग) مراقبہ اور آتمانگری کی راہ

راج یوگ ''پاتنجلی یوگ سوتر'' (पतञ्जलि योगसूत्र) پر مبنی ہے۔اس میں نجات مراقبہ (ध्यान)، ضبطِ نفس (यम-नियम)، اور چِتّ کی طہارت (चित्त-शुद्धि) کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔یہ راہ انسان کو آتما کی نگری میں لے جاتی ہے، جہاں وہ ''سمادھی'' (روحانی جذب) میں برہمن سے ایک ہو جاتا ہے۔

योगश्चित्तवृत्तिनिरोधः।

ترجمہ: ''یوگ چِت (دماغ) کی ارتعاشات کا ضبط ہے''۔(पतञ्जलि योगसूत्र 1.2)

ترجمہ: ''جب یوگی کا دل برہمن میں مستغرق ہو جاتا ہے، تب وہ جنم مرن سے آزاد ہو جاتا ہے''۔(पतञ्जलि योगसूत्र 4.34)

ترجمہ: ''جو مراقبہ میں مجھ میں استغراق کرتا ہے، وہ موکش پاتا ہے''۔(पतञ्जलि योगसूत्र 6.15)

تشریح: راج یوگ ذہن اور روح کی پاکیزگی کے ذریعے ''سمادھی'' کی حالت میں خدا کا وصال عطا کرتا ہے۔ یہ ''یوگ شاستر'' کا سب سے اندرونی (esoteric) اور روحانی راستہ ہے۔

چاروں یوگ ایک ہی منزل موکش (نجاتِ روح) کی طرف لے جاتے ہیں، مگر راستے مختلف ہیں:

- گیان یوگ -- عقل وادراک کی راہ
- کرم یوگ -- عمل وفرض کی راہ
- بھکتی یوگ -- محبت وعقیدت کی راہ
- راج یوگ -- مراقبہ وتزکیہ کی راہ

خلاصہ

ہندو دھرم میں نجات (موکش) کوئی خارجی یا مادی جنت نہیں، بلکہ اندرونی روحانی آزادی ہے جہاں آتما ''مایا'' (دنیاوی فریب) سے نکل کر ''برہمن'' (ابدی حقیقت) میں ضم ہو جاتی ہے۔ سورگ اور نرک محض اُس سفر کی عارضی منزلیں ہیں، جبکہ اصل انجام ''ست چِت آنند'' (وجود، شعور، اور ابدی مسرت) میں سکون پانا ہے۔ یوں ہندو دھرم میں نجات کا فلسفہ ایک کائناتی اخلاقی قانون (धर्म-नियम) کے تحت ہے، جس میں خدا سزا دینے والا نہیں، بلکہ روح کو ترقی دینے والا ہے۔

ہندو دھرم میں سورگ اور نرک کا تصور

''شریمد بھاگوت پُران''، اسکندھ 5، ادھیائے 26) میں بیان کردہ 28 نرک (دوزخ) جن کا ذکر شلوک 6 تا 33 میں آیا ہے۔ یہاں ہر نرک کے ساتھ اس کا مختصر مفہوم اور متعلقہ شلوک نمبر درج ہے:

۱۔ तामिस्र: ان لوگوں کے لیے جو ظلم کرتے ہیں، چوری کرتے ہیں یا دوسروں کا مال ناجائز طور پر چھین لیتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 6)

۲۔ अन्धतामिस्र: ان دھوکہ بازوں، جھوٹ بولنے والوں اور کفر کرنے والوں کے لیے جو لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 7)

۳۔ रौरव: ان اذیت دینے والوں اور قاتلوں کے لیے جو جانداروں کو دکھ دیتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 8)

۴۔ महारौरव: ان ظالموں کے لیے جو جانوروں یا کمزوروں پر تشدد کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 9)

۵۔ कुम्भीपाक: ان کے لیے جنہوں نے برہمن، گائے یا بے گناہ کو قتل کیا ہو۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 10)

۶۔ कालसूत्र: ان کے لیے جو اپنے والدین، استاد یا دیوتاؤں کی توہین کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 11)

۷۔ असिपत्रवन: ان کے لیے جو دھرم اور ویدوں کی تضحیک کرتے ہیں یا جھوٹے گرو بنتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 12)

۸۔ सूकरमुख: ان جھوٹے، مکار اور فریب کار لوگوں کے لیے جو دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 13)

۹۔ अन्धकूप: ان کے لیے جو ظلم کرتے ہیں، مہمان کو رد کرتے ہیں یا رحم دل نہیں ہوتے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 14)

۱۰۔कृमिभक्षण:ان کے لیے جوغیبت کرتے ہیں یا دوسروں کی بدگوئی میں مشغول رہتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 15)

۱۱۔सञ्जीवन: قاتلوں کے لیے جو بار بار قتل کرتے ہیں یا ظلم سے لوگوں کو مارتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 16)

۱۲۔महानिरय: مغرور بادشاہوں اور ظالم حاکموں کے لیے جو رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 17)

۱۳۔तापन: ان کے لیے جو دھرم کی توہین کرتے ہیں یا مذہبی اصولوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 18)

۱۴۔संप्रतापन: جھوٹے وعدے کرنے والوں،عہد توڑنے والوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے لیے۔(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 19)

۱۵۔सूचिमुख: رشوت خور، چور اور حرام خوری کرنے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 20)

۱۶۔वैतरणी: بے رحم، ظالم اور سنگ دل انسانوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 21)

۱۷۔पूतिमृत: ناپاک اور بدبودار زندگی گزارنے والوں،ناپاک کھانا کھانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 22)

۱۸۔प्राणरोध: ان کے لیے جو بلاوجہ جانداروں کی جان لیتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 23)

۱۹۔विशसन: ظالم بادشاہوں اور حکمرانوں کے لیے جو رعایا پر زیادتی کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 24)

۲۰۔लालाभुक:شرابیوں،دھوکے بازوں،فریب کاروں کے لیے جو حرام کماتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران،اسکندھ 5،ادھیائے 26،شلوک 25)

۲۱۔ सरमेयादन: جھوٹے گواہ، جھوٹے مقدمے کرنے والے اور انصاف بگاڑنے

والے لوگوں کے لیے۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 26)

۲۲۔ अवीचि: دہریوں اور ناستکوں کے لیے جو خدا اور روحانی سچائی کا انکار کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 27)

۲۳۔ आय:पान: شراب نوشوں اور مذہبی اصولوں کا مذاق اڑانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 28)

۲۴۔ क्षारकर्दम: ناپاک کھانے پینے والوں اور دھوکہ دینے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 29)

۲۵۔ राक्षोगणभोजन: ان کے لیے جو دوسروں کا مال، جائداد یا محنت ہتھیا لیتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 30)

۲۶۔ पायपाक: ناجائز رشتے رکھنے والوں اور اخلاقی زوال میں مبتلا افراد کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 31)

۲۷۔ प्ररोहन: ظالم قاتلوں اور خون بہانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 32)

۲۸۔ उत्तापन: ان کے لیے جو اپنے گناہوں پر شرمندہ نہیں ہوتے اور ندامت کے بغیر گناہ دہراتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 33)

خلاصہ

ہندو دھرم کے مطابق ''نرک'' (دوزخ) کوئی ابدی مقام نہیں بلکہ ایک عارضی عذاب کے مقام ہیں ہے، جہاں روح (आत्मा) اپنے کرموں (اعمال) کے مطابق عذاب بھگتتی ہے۔ پھر پاپ (گناہ) ختم ہونے پر دوبارہ جنم لیتی ہے۔

آخری نجات (मोक्ष) تب ہوتی ہے جب روح برہمن (خدا) کی پہچان پا کر آواگون (پُنر جنم) کے چکر سے آزاد ہو جائے۔ ہر نرک مخصوص گناہوں کے لیے ہے جیسے

ظلم، جھوٹ، دھوکہ، زنا، قتل یا مذہبی توہین اور ہر گناہ کا عذاب اسی نوعیت کا رکھا گیا ہے جس نوعیت کا کرم تھا۔ یہ سزا روح کی آتمک تطہیر (روحانی صفائی) کے لیے ہوتی ہے، تا کہ وہ اپنے اعمال کے بوجھ سے پاک ہوکر دوبارہ نئے جنم کے لیے تیار ہوجائے۔ بھاگوت پران کے مطابق یم (موت کے دیوتا) اور اُن کے دوت (قاصد) ہر روح کو نرک میں اُس کے کرم کے مطابق بھیجتے ہیں، جہاں وہ تکلیف سہہ کر دھرم کا سبق سیکھتی ہے۔

روح جب اپنے پاپوں (گناہوں) کا پھل بھگت لیتی ہے تو وہ دوبارہ جنم (पुनर्जन्म) لیتی ہے، اور یہی عمل بار بار دہراتی رہتی ہے، جسے ''آواگون'' یعنی جنم مرن کا چکر کہا جاتا ہے۔لیکن جس روح نے گیان (معرفتِ حق)، کرم (نیک عمل)، بھکتی (عقیدت)، یا یوگ (روحانی ضبط) کے ذریعے برہمن (خدا) کی پہچان حاصل کر لی، وہ اس چکر سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہوجاتی ہے یہی آزادی موکش (मुक्ति) کہلاتی ہے، جو ہندو فلسفے کا سب سے اعلیٰ روحانی مقصد ہے۔اس طرح نرک اور سورگ دونوں محض عارضی منزلیں ہیں، جب کہ موکش وہ مقام ہے جہاں روح ابدی سکون، روشنی، اور الٰہی یکتائی میں قائم ہوجاتی ہے۔

پُنرجنم (آواگون) کا عقیدہ تاریخی وفکری تجزیہ

پُنرجنم کا عقیدہ قدیم ہندوستانی فلسفے میں ایک اہم مقام رکھتا ہے، مگر اس کی ابتدا ہندو دھرم میں نہیں بلکہ جین اور بدھ مت میں ملتی ہے۔ابتدائی ویدوں میں روح کی دوبارہ پیدائش کا واضح تصور موجود نہیں؛ وہاں مرنے کے بعد ''سورگ'' اور ''پِتر لوک'' (آبائی دنیا) کا ذکر ملتا ہے۔لیکن بعد کے اُپنشدک دور میں روح کے بار بار جنم لینے کا نظریہ متعارف ہوا خاص طور پر چھاندوگیہ اُپنشد میں۔

स यथाकर्म यथाश्रुतं एषः सम्परायः।

एष आत्मा ब्रह्मलोकं अभिसम्पद्यते अथ य एतस्मिन्नस्मिन्नेव आत्मन्येवं विद्वान्……

पुनरावर्तते न।

ترجمہ: روح اپنے کرم (اعمال) اور علم کے مطابق اگلے جنم کی راہ پاتی ہے۔ جو شخص آتما کو برہمن کے طور پر پہچان لیتا ہے، وہ دوبارہ جنم نہیں لیتا۔ (چھاندوگیہ اُپنشد، باب 5، کھنڈ 10، منتر 7)

(Radhakrishnan, S., The Principal Upanisads, Oxford University Press, 1953 Page 448)
(Robert Ernest, The Thirteen Principal Upanishads, Oxford University Press 1931, p.248)

یہ شلوک واضح کرتا ہے کہ ''پُنر آورتن'' (دوبارہ لوٹنا) یعنی آوا گون کا عقیدہ سب سے پہلے اُپنشدوں میں منظم صورت میں بیان ہوا۔ چاندوگیہ رشی نے روح کی نجات (موکش) کو اسی دوبارہ نہ لوٹنے سے تعبیر کیا۔

جین مت اور بدھ مت میں آوا گون

جین دھرم میں آوا گون کا عقیدہ زیادہ فلسفیانہ شکل میں موجود ہے۔ جین آچاریہ ''مہاویر'' کے مطابق روح (جیوا) ابدی ہے اور کرم کے بندھن کے باعث جنم لیتی رہتی ہے:

जन्म मरणं च संसारः।

ترجمہ: ''جنم اور مرن کا چکر ہی سنسار ہے''۔ (Tattvartha Sutra 2.5)

بدھ مت نے بھی آوا گون (پالی: Samsāra) کو قبول کیا، مگر ''آتما'' کے بغیر بدھ نے ''انَتّا'' (अनात्मा) کا نظریہ پیش کیا کہ کوئی مستقل روح نہیں، بلکہ کرم ہی نیا وجود پیدا کرتا ہے۔

कम्मं वत्तति लोको।

ترجمہ: ''کرم ہی دنیا کو گھماتا ہے''۔ (Dhammapada 127)

برہمنیت میں پُنر جنم آخرت کے تصور کی تبدیلی

آوا گون کا نظریہ بعد میں برہمن مت نے آخرت کے تصور کے متبادل کے طور پر اختیار کیا۔ قدیم ویدی تصور میں ''سورگ اور نرک'' آخری اور ابدی مقامات تھے، لیکن جب برہمنیت نے ''کرم'' کو مرکزی قانون بنایا، تو آخرت کا دنمٹ کر پُنر جنم کا چکر بن

گیا۔اب روح مرنے کے بعد دوبارہ جنم لیتی ہے نیکی کے نتیجے میں بہتر اور بدی کے نتیجے میں پست صورت میں۔

यथाकर्म यथाश्रुतं एषः आत्मा पुनरितं भवति।

ترجمہ: ''جیسا کرم، ویسا ہی جنم''۔(بریہد آرانیک اُپنشد 4.4.5)

سماجی اور طبقاتی اثرات

برہمن دھرم کے زیر اثر پُنر جنم کا عقیدہ محض مذہبی نہیں رہا، بلکہ ایک سماجی جواز (social justification) بن گیا۔اعلیٰ ذاتوں (برہمن، کھشتری) نے اس نظریے کو اس طرح استعمال کیا کہ نچلے طبقات، شودروں، عورتوں اور مظلوموں کی محرومیوں کو پچھلے جنم کے پاپ کا نتیجہ قرار دیا گیا۔اگر کوئی غریب یا شودر یہ سوال کرتا کہ میں تکلیف کیوں سہوں؟ تو جواب دیا جاتا: ''یہ تمہارے پچھلے جنم کے کرموں کا پھل ہے، تمہیں یہ بھگتنا ہوگا''۔اس طرح پُنر جنم نے ظلم و جبر کے نظام کو مذہبی تقدیر کی شکل دے دی۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے اس نظام کو ''spiritual slavery'' کہا، جس کے ذریعے سماجی اونچ نیچ کو مقدر کا حصہ بنا دیا گیا۔

(B.R. Ambedkar, The Amnihilation of Caste, Navayana Publications, 1936)

خلاصہ: اس طرح آواگون یا پُنر جنم کا عقیدہ، جو ابتدا میں روح کی پاکیزگی اور اخلاقی توازن کے لیے پیش کیا گیا تھا، وقت کے ساتھ اخروی عدل (Justice after Death) کے تصور کی جگہ لے بیٹھا۔نتیجتاً ''جزا و سزا کا دن'' (یعنی ایک آخری فیصلے والا عقیدہ) غائب ہوا، اور اس کی جگہ ''کرم و جنم کا لامتناہی چکر'' آ گیا۔اس تبدیلی نے مذہب کو فلسفے میں بدلا اور عدلِ الٰہی کے تصور کو ''سماجی تقدیر'' میں بدل دیا۔

ہندو عقیدۂ آخرت کی تغیر پذیر شکل

قدیم ویدک (Vedic) دور میں ہندو دھرم میں بھی وہی عقیدہ پایا جاتا تھا جو اسلامی

آخرت سے مشابہ ہے یعنی: مرنے کے بعد روح کا حساب، جزا یا سزا، اور پھر سورگ (جنت) یا نرک (دوزخ)۔لیکن وقت کے ساتھ، خصوصاً اُپنشدوں کے دور (Upaniṣadic Period) میں، اس عقیدے میں ایک فلسفیانہ تبدیلی آئی

جہاں ایک بار کے فیصلے (یومِ آخرت) کے بجائے بار بار جنم (पुनर्जन्म) کا نظریہ قبول کیا گیا۔ یہ تبدیلی محض مذہبی نہیں بلکہ فلسفی، سماجی، اور طبقاتی اسباب کی بنا پر ہوئی۔

قدیم ویدک دور میں آخرت کا تصور حساب، جنت اور دوزخ

ابتدائی ویدوں (تقریباً 1500--1000 ق.م.) میں مرنے کے بعد کے حساب وجزا اور جنت ودوزخ کا واضح عقیدہ موجود تھا۔ روح (प्रेत / आत्मा) مرنے کے بعد ''یَم'' (यमं) کے دربار میں جاتی تھی، جو مردوں کا حاکم اور حساب لینے والا سمجھا جاتا تھا۔ نیک لوگ سورگ (स्वर्ग) جاتے تھے، اور برے لوگ نرک (नरक) میں سزا پاتے تھے جیسے:

स्वर्गे लोके महीयते पाप्मानो नरके पतति।

ترجمہ: ''جو نیک ہے وہ سورگ میں عزت پاتا ہے، اور پاپی نرک میں گرتا ہے''۔ (اتھروید، 12.4.36)

یعنی قدیم ہندو دھرم میں مرنے کے بعد ایک فیصلہ ہوتا تھا نہ کہ بار بار کے جنم، بلکہ ''سورگ'' یا ''نرک'' میں دائمی قیام کا عقیدہ۔ یہی تصور اسلام، یہودیت، اور ابتدائی زرتشتی مت میں بھی موجود تھا۔

اُپنشدک دور میں تبدیلی آخرت سے پُنر جنم تک

بعد کے دور (تقریباً 800-500 ق.م.) میں جب ''اُپنشد'' لکھے گئے، تو برہمن رشیوں نے ویدک عقائد کو فلسفیانہ رنگ دینا شروع کیا۔ اس وقت ''روح'' (आत्मा) کو خدا (ब्रह्म) کا جزو مانا گیا۔ اب ''جنت ودوزخ'' کے بجائے ''جنم ومرن کا چکر'' مرکزی عقیدہ بن گیا۔

यथाकर्म यथाश्रुतं एषः आत्मा पुनरितं भवति।

ترجمہ: ''روح اپنے کرم کے مطابق دوبارہ جنم لیتی ہے''۔

(بریہد آرانیک اُپنشد، ادھیائے 4، برہمن 4، منتر 5)

स यथाकर्म यथाश्रुतं एषः सम्परायः...पुनरावर्तते न।

ترجمہ: ''روح اپنے اعمال کے مطابق دوبارہ لوٹتی ہے اور جو برہمن (خدا) کو پہچان لیتا ہے، وہ دوبارہ جنم نہیں لیتا''۔ (چھاندوگیہ اُپنشد 5.10.7)

یہاں ''پُنر آورتن'' (पुनरावर्तन) یعنی دوبارہ لوٹنا، آخرت کے عقیدے کی جگہ لے لیتا ہے۔ یعنی اب روح مرنے کے بعد "سورگ یا نرک" نہیں بلکہ "دوسرا جنم" پاتی ہے۔

تبدیلی کے اسباب فلسفی، سماجی اور طبقاتی

فلسفی تبدیلی: اُپنشدوں نے روح کو ''ابدی'' (अनादि) اور ''برہمن کا جزو'' قرار دیا، لہٰذا اسے فنا یا دائمی سزا کا مستحق نہیں مانا گیا۔ نتیجتاً ''ابدی جنت یا دوزخ'' کی بجائے ''کرم اور جنم کا مسلسل چکر'' پیدا ہوا۔

سماجی تبدیلی: جب برہمنیت مضبوط ہوئی تو ''پُنر جنم'' کو سماجی درجہ بندی (caste hierarchy) کا جواز بنانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اعلیٰ ذات کے برہمنوں نے کہا کہ نچلے طبقے اس لیے نیچ ہیں کیونکہ وہ پچھلے جنم میں پاپی تھے۔ یوں ظلم، غریبی اور غلامی کو ''کرم پھل'' کے طور پر قبول کروایا گیا۔

(B.R. Ambedkar, The Annihilation of Caste, Page 31-35)
(Romila Thapar, Early India: From the Origins to AD 1300, Page 106)

روحانی فلسفہ: برہمن رشیوں نے یہ فلسفہ دیا کہ نجات (موکش) جنت میں جانے سے نہیں، بلکہ پُنر جنم کے چکر سے آزاد ہونے میں ہے یعنی جب آتما برہمن کو پہچان لے، تب وہ دوبارہ جنم نہیں لیتی۔

ब्रह्मविद् ब्रह्मैव भवति।

ترجمہ: ''جو برہمن کو جانتا ہے، وہ خود برہمن بن جاتا ہے''۔

(Mundaka Upanisad 3.2.9)

خلاصہ

اس طرح ہندو مذہب میں عقیدۂ آخرت وقت کے ساتھ نمایاں فکری تبدیلیوں سے گزرا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ ابتدائی ویدی دور میں مرنے کے بعد جزا و سزا اور روح کی بقا کا تصور موجود تھا، تاہم بعد کے برہمنی اور اوپنشدی فلسفے میں کرم (कर्म)، سنسار (संसार) اور پُنر جنم (पुनर्जन्म) کے نظریات کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی اور برہمنیت کے زیرِ اثر یہ عقیدہ فلسفے اور طبقاتی نظام سے متأثر ہو کر بدل گیا۔ اس کے نتیجے میں آخرت کا تصور ایک واحد یومِ حساب سے ہٹ کر مسلسل جنم و مرن یا ''کرم و پُنر جنم'' کے روحانی چکر کی صورت اختیار کر گیا۔

اس عقیدے کے مطابق روح (آتما) اپنے اعمال (کرم) کے مطابق بار بار مختلف جسم اختیار کرتی ہے۔ وہ کبھی انسان، کبھی حیوان، کبھی دیوتا اور دیگر مختلف صورتوں میں جنم لے سکتی ہے۔ ہر نیا جنم گزشتہ زندگی کے اعمال کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے، اس لیے انسان کی موجودہ حالت اور آئندہ زندگی اس کے کرم سے وابستہ تصور کی جاتی ہے۔

یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک روح اپنے تمام کرموں کے اثرات سے پاک نہ ہو جائے۔ تب وہ موکش (نجات) حاصل کرتی ہے، یعنی ''پھر کبھی جنم نہیں لیتی''، یعنی ہندو فلسفے میں اس روحانی سفر کا آخری مقصد موکش (मोक्ष) ہے، یعنی جنم و مرن کے نہ ختم ہونے والے چکر (سنسار) سے ہمیشہ کے لیے نجات۔

یہ نجات گیان یوگ (ज्ञान योग)، کرم یوگ (कर्म योग) اور بھکتی یوگ (भक्ति योग) جیسے مختلف روحانی راستوں کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ موکش کی حالت میں روح کرم کے بندھن، دنیاوی خواہشات اور پُنر جنم سے آزاد ہو جاتی ہے، اور مختلف ہندو مکاتبِ فکر کے مطابق یا تو برہمن سے اتحاد حاصل کرتی ہے یا اس کے ابدی قرب میں پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پوری قوم کو ہدایت عطا فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب
محمد سرور فاروقی ندوی